عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

ذوالقعدہ ۱۴۲۷ھ
دسمبر 2006ء

جلد ۳۹/۱۰
شمارہ ۱۱

تحفظ حقوق نسواں بل کی منظوری

کیا حکمرانوں کو رحمۃ للعالمین کی شفاعت مطلوب نہیں؟

حج ...... اسلام کا ایک اہم رکن

حضرت ابوذر غفاریؓ کے آخری لمحات

قادیانیت کا مکروہ چہرہ

www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: mahanamalolaak@yahoo.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ
لولاک
ملتان

شمارہ ۱۱ .... جلد ۱۰/۳۹

بانی: مجاہد ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم

زیر سرپرستی: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ العالی

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ حضرت مولانا عزیز احمد

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل جاوید

منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ

کمپوزنگ: یوسف ہارون

معمار

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا عزیز الرحمٰن ثانی	مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن	مولانا محمد نذر عثمانی
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام حسین
مولانا محمد طیب فاروقی	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا غلام مصطفےٰ
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا محمد حسین ناصر	مولانا عبدالرزاق

رابطہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

حقوق نسواں بل کی منظوری	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	3
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ	۔ ۔ ۔ ۔	4
چناب نگر میں شعبہ کتب کا اجراء	۔ ۔ ۔ ۔	5

مقالات ومضامین!

کیا حکمرانوں کو رحمتہ اللعالمین کی شفاعت مطلوب نہیں	حضرت مولانا محمد ازہر صاحب	7
مسئلہ ختم نبوت کی ایک واضح دلیل	جناب سید شمشاد حسین صاحب	9
حضرت ابوذر غفاریؓ کے آخری لمحات	حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی	10
آسان حج	حضرت مولانا عبدالمجید انور صاحب	18
ابو کی جدائی اور ہمارا عزم	صاحبزادہ شاہد محمود، مبشر محمود	35
حضرت مولانا عبدالرؤف شہیدؒ	حضرت مولانا رشید احمد صاحب	37
تحفظ نسواں بل پر ایک تبصرہ	ادارہ	40

ردقادیانیت!

قادیانیت کا مکروہ چہرہ	حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری	45

متفرقات!

جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	52
تبصرہ کتب	ادارہ	54

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

حقوق نسواں بل کی منظوری!

ایک عرصہ سے پاکستان کے صدر مملکت جناب جنرل پرویز مشرف تحفظ حقوق نسواں بل کے ذریعہ حدود آرڈیننس میں ترامیم کے خواہش مند تھے۔ امریکہ سمیت دیگر مغربی ممالک کو اپنی روشن خیالی پر یقین کامل دلانے کے لئے وہ ایسا کرنا ضروری خیال کرتے تھے۔ حدود آرڈیننس اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے بعد جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے نافذ کیا تھا اور بعد میں قومی اسمبلی وسینٹ نے اس کی توثیق کی تھی۔ ایک عرصہ سے وہ نافذ تھا۔ ایک جنرل کے نزدیک پاکستان کے اسلامی نظریاتی تشخص کے لئے یہ اسلام کی خدمت تھی۔ اب دوسرے جنرل نے نظریاتی کونسل، قومی اسمبلی، سینٹ اور جرنیل کی اس سوچ کو خلاف اسلام وخلاف پاکستان قرار دے کر ترمیم ضروری سمجھی۔ پاکستانی قوم ایک عرصہ سے جرنیلوں کے تجربات کے لئے تختۂ مشق بنی ہوئی ہے۔ اس بل میں ترامیم کے لئے تین مسودے بنائے گئے:

۱...... قومی اسمبلی کی سلیکٹ کمیٹی کا مسودہ۔ ۲...... حکمران جماعت کے سربراہ کی بنائی گئی علماء کمیٹی کا مسودہ۔ ۳...... اب جو منظور ہوا یہ مسودہ ان دونوں سے ہٹ کر تیار کیا گیا ہے۔

حکمران جماعت کے سربراہ جناب چوہدری شجاعت حسین نے چاروں مکاتب فکر کے نمائندہ علمائے کرام کی جو کمیٹی قائم کی تھی اور اس کی سفارشات کو شامل کرنا اپنے ذمہ لیا تھا ان علماء سمیت پورے ملک کے تمام مکاتب فکر کے علماء بیک زبان اس بل کے خلاف اسلام ہونے پر بول اٹھے۔ آئین پاکستان میں درج ہے کہ اس ملک میں کوئی قانون کتاب وسنت کے خلاف نہیں بن سکتا۔ تمام علماء کہتے ہیں کہ حالیہ بل کتاب وسنت کے خلاف ہے۔ مگر ہمارے محترم صدر مملکت کسی کی بات سننے کے لئے آمادہ نہیں۔ چوہدری شجاعت حسین سمیت پوری حکمران مشنری اس بل کو عین اسلام ثابت کرنے پر دن رات ایک کئے ہوئے ہے۔ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ خلاف اسلام ہے۔ لیکن حکمرانوں کے نزدیک یہ عین اسلام ہے۔ اس موقعہ پر قوم وملک پر جو بیت رہی ہے اس کی طرف حکمران کچھ سوچنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔ سوچی سمجھی سکیم کے تحت اسلامی نظریاتی مملکت کو سیکولر بنانے کی بھرپور محنت عروج پر ہے۔

زنا بالرضا کو تحفظ دیا جارہا ہے۔ زنا بالجبر کے لئے پانچ سال قید یا دس ہزار روپیہ جرمانہ مقرر کیا گیا ہے۔ گویا جس آدمی کی جیب میں دس ہزار روپیہ ہو وہ جس کی بیٹی کی چاہے جبراً عزت لوٹ ڈالے اور دس ہزار روپیہ جرمانہ ادا کر کے رہائی حاصل کرلے۔ ایسا قانون منظور ہوجانے سے آئندہ ملک میں جو آوارگی، اخلاق باختگی کی آندھی آئے گی اس میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے گا۔ پانچوں وفاق مدارس عربیہ کے ذمہ داران علماء ومشائخ، مجلس عمل کی قیادت اصلاح احوال

کے لئے اپنا پورا زور لگا رہے ہیں۔

پاکستان کے ہر عزت مند انسان کا فرض بنتا ہے کہ وہ سوچے کہ یورپ و مغرب جیسی بے راہ روی ہمارے مشرقی معاشرہ کے لئے کیا کیا مصیبتیں ہمراہ لائے گی۔ اس کے تصور سے بھی روح کانپتی ہے۔ مگر روشن خیالوں کا دل نہیں پسیجتا۔ جو لوگ اپنے عشق و معاشقہ کی داستانیں کتاب میں لکھ دینے پر ذرہ باک محسوس نہیں فرماتے ان کے سامنے اسلام، پاکستان، مشرقی معاشرہ ہاتھ جوڑے کھڑا ہے۔ اے اللہ! ہمارے حال پر رحم فرما۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ

سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے موقعہ پر ۲۸ رشعبان ۱۴۲۷ھ کو مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس عمومی نے آئندہ تین سال کے لئے حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور حضرت اقدس سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم کو امیر مرکزیہ اور نائب امیر مرکزیہ متفقہ طور پر منتخب کیا تھا۔ دستور کی رو سے حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے آئندہ تین سالوں کے لئے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کو مرکزی ناظم اعلیٰ، حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی کو مرکزی ناظم، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کو مرکزی ناظم تبلیغ، حضرت مولانا بشیر احمد کو مرکزی ناظم نشر و اشاعت اور حضرت مولانا اللہ وسایا کو مرکزی خازن مقرر فرمایا ہے۔ مرکزی عہدیداران پر مشتمل سات رکنی ''مجلس منتظمہ'' کی تشکیل کے بعد اب مرکزی مجلس شوریٰ کے ارکان حسب ذیل ہوں گے:

۱......	حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم	خانقاہ سراجیہ
۲......	حضرت اقدس مولانا سید نفیس الحسینی شاہ صاحب دامت برکاتہم	لاہور
۳......	حضرت مولانا فیض احمد صاحب	ملتان
۴......	حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب	کہروڑ پکا
۵......	حضرت مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب	راولپنڈی
۶......	حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر	کراچی
۷......	حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری	کراچی
۸......	حضرت مولانا مفتی شہاب الدین صاحب پوپلزئی	پشاور
۹......	حضرت مولانا نور الحق نور صاحب	پشاور
۱۰......	حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب	اسلام آباد
۱۱......	حضرت مولانا عبدالواحد صاحب	کوئٹہ
۱۲......	حضرت مولانا انوار الحق حقانی صاحب	کوئٹہ

۱۳......	حضرت مولانا قاضی عزیز الرحمن صاحب	رحیم یار خان
۱۴......	حضرت مولانا قاری خلیل احمد بندھانی صاحب	سکھر
۱۵......	حضرت مولانا احمد میاں حمادی صاحب	ٹنڈو آدم
۱۶......	جناب حاجی بلند اختر نظامی صاحب	لاہور
۱۷......	جناب حاجی سیف الرحمن صاحب	بہاولپور
۱۸......	جناب حاجی فیض احمد صاحب	ٹوبہ ٹیک سنگھ
۱۹......	جناب حاجی نذیر احمد صاحب	گوجرانوالہ
۲۰......	جناب صاحبزادہ عزیز احمد صاحب	خانقاہ سراجیہ
۲۱......	جناب حافظ محمد یوسف عثمانی صاحب	گوجرانوالہ
۲۲......	جناب صوفی ریاض الحسن گنگوہی صاحب	ڈیرہ اسماعیل خان
۲۳......	جناب حاجی اشتیاق احمد صاحب	جھنگ
۲۴......	جناب میاں خان محمد صاحب سرگانہ	باگڑ سرگانہ
۲۵......	جناب قاری حکیم محمد یونس صاحب	راولپنڈی
۲۶......	حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری	ملتان
۲۷......	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	ملتان
۲۸......	حضرت مولانا بشیر احمد صاحب	فاضل پور
۲۹......	حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی	سرگودھا
۳۰......	حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادیؒ	شجاع آباد

چناب نگر میں شعبہ کتب کا اجراء

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ نے اپنے سالانہ اجلاس منعقدہ صفر الخیر ۱۴۲۶ھ میں فیصلہ کیا تھا کہ شوال ۱۴۲۷ھ نئے تعلیمی سال سے مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں شعبہ کتب کے ابتدائی درجہ کا آغاز کیا جائے اور پھر ہر سال ایک ایک درجہ بڑھایا جائے۔ چنانچہ اس سال شوال میں درجہ فارسی کے لئے حضرت مولانا سجاد الٰہی تونسوی جنھیں آٹھ نو سال پڑھانے کا تجربہ ہے۔ بہت صالح اور مرنجاں مرنج جماعتی بزرگ ہیں۔ ان کی خدمات تدریس کے لئے حاصل کی گئیں۔ تیس سے زائد طلباء فارسی کے درجہ اول و دوئم میں داخل ہو چکے ہیں۔ ان کی سکول کی تعلیم کے لئے دو استاذ پہلے سے موجود ہیں۔ مزید ایک استاذ کی خدمات حاصل کی جا رہی ہیں۔ ۱۹ر شوال بروز ہفتہ کو تعلیم کا آغاز کیا گیا۔ علاقہ بھر

کے علماء اور بہی خواہان مجلس نے شرکت سے ممنون کیا۔ جامعہ اسلامیہ امدادیہ چنیوٹ کے مدیر وصدر مدرس حضرت مولانا سیف اللہ صاحب نے مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی کے اساتذہ وعملہ کو قیمتی نصائح ومشوروں سے سرفراز فرمایا۔ بنین وبنات کے حفظ وناظرہ، پرائمری کی تعلیم پہلے سے جاری تھی۔ اس سال شعبہ کتب بمعہ سکول کی تعلیم میٹرک تک کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ڈیڑھ صد قرآنی وکتابی کے مسافر طلباء کا داخلہ ہو چکا ہے۔ مقامی طلباء وطالبات اس کے علاوہ ہیں۔ اللہ رب العزت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ان خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ تمام قارئین سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

دارالعلوم دیوبند سے مہمانوں کی آمد

جمعیت علمائے ہند کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا سید محمود مدنی، ان کے برادران حضرت مولانا سید محمد مدنی، حضرت مولانا سید مودود مدنی، حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن مہتمم دارالعلوم دیوبند کے صاحبزادہ حضرت مولانا انوار الرحمٰن اور دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان کے صاحبزادہ حضرت مولانا مفتی سید محمد عفان مدرس مدرسہ شاہی مراد آباد انڈیا سے پاکستان تشریف لائے۔ لاہور، ڈیرہ اسماعیل خان، ملتان، بہاولپور، وہاڑی کو ان حضرات نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا۔ حضرت مولانا سید محمود مدنی تو ڈیرہ اسماعیل خان سے واپس انڈیا تشریف لے گئے۔ باقی حضرات ملتان وغیرہ تشریف لائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے ملتان میں خانوادۂ حضرت مدنیؒ کے میزبان جناب حافظ خالد صاحب کے مکان پر دیگر علماء کے ساتھ ان کا خیر مقدم کیا۔

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کو صدمہ

جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے شیخ الحدیث، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ ومحسن حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی مدظلہ کی اہلیہ محترمہ انتقال فرماگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ۲۳؍نومبر ۲۰۰۶ء بروز جمعرات نو بجے صبح جامعہ باب العلوم کہروڑپکا میں جنازہ ہوا۔ کہروڑپکا، شجاع آباد، ملتان، لودھراں، وہاڑی، بہاولپور کے مدارس عربیہ کے علماء ومدرسین کی بہت بڑی تعداد نے جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ آپ کے جنازہ کو آبائی شہر کمالیہ لے جایا گیا اور وہیں تدفین عمل میں لائی گئی۔ مرحومہ عابدہ، زاہدہ خاتون تھیں۔ علماء وطلباء کی مہمانداری عبادت سمجھ کر بجالاتی تھیں۔ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ کے لئے رفیقہ حیات کی جدائی کا صدمہ بہت بڑا صدمہ ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس صدمہ میں برابر کی شریک غم ہے۔ اس وقت مجلس میں بہت سارے مبلغین حضرات، حضرت مولانا ممدوح کے شاگرد ہیں۔ مرحومہ کا ہم سب پر حق بنتا ہے کہ ان کے ایصال ثواب کے لئے اپنے اپنے طور پر اہتمام کریں۔ حق تعالیٰ شانہ مرحومہ کی قبر کو بقعہ نور بنائیں۔ آمین!

کیا حکمرانوں کو رحمت العالمین ﷺ کی شفاعت مطلوب نہیں!

حضرت مولانا محمد ازہر

حکومت نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اشاعت کردہ چند کتابوں پر پابندی عائد کردی ہے۔ جبکہ قادیانیوں کی کتابیں بر سر عام فروخت ہو رہی ہیں۔ اسلام کو اپنی چودہ سو سالہ تاریخ میں ہزاروں فکری فتنوں کا سامنا کرنا پڑا۔ انیسویں صدی کا خطرناک اور ایمان سوز فتنہ قادیانیت ہے۔ 1974ء میں یہ باطل فرقہ اپنے انجام کو پہنچا اور پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر اسے غیر مسلم قرار دے کر ملت اسلامیہ سے الگ کردیا۔ لیکن افسوس کہ قادیانی اس ملک میں ابھی تک بااثر ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہمیشہ زیر زمیں سازشوں میں مصروف رہتے ہیں۔ یہی وہ فرقہ شنیعہ ہے جس نے پاکستان کو کبھی دل سے قبول نہیں کیا۔ جب قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کی پاک سرزمین کو لعنتی قرار دیا تھا اب بھی قادیانی اپنی کسی سازش کے نتیجے میں حکومت وقت کو ورغلانے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ چنانچہ حکومت نے قادیانیوں کو خوش کرنے کے لئے عقیدہ ختم نبوت پر مبنی اور قادیانی دجل وفریب کا پردہ چاک کرنے والی کتب کو غیر قانونی قرار دے کر ضبط کرنا شروع کردیا ہے۔ اس ضمن میں اب تک شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سمیت متعدد علماء کی کتابیں پابندی کی زد میں آچکی ہیں۔

ایک حقیر اقلیت کو خوش کرنے کے لئے حکومت کا یہ اقدام دین کے علاوہ سیاسی تدبر کے بھی خلاف ہے۔ حکومت چند لاکھ مرزائیوں کو خوش کر کے کروڑوں مسلمانوں کی ناراضی مول لے رہی ہے۔ اس اقدام کی وجہ سے حکومت پر قادیانی نوازی کا الزام عائد کیا جارہا ہے۔ اس کے نتائج وعواقب کتنے سنگین ہوسکتے ہیں؟ حکومت کو شاید اس کا احساس نہیں۔ پاکستان قادیانیوں کا نہیں پندرہ کروڑ سے زائد غلامان مصطفی ﷺ کا ملک ہے۔ اسلام کی بنیاد عقیدہ ختم نبوت اور سرکار دوعالم ﷺ کی محبت وعظمت پر استوار ہے۔ اسے منہدم کرنے کی کوشش کرنے والوں کو امت کبھی معاف نہیں کرے گی۔ حکومت کا کوئی بھی ایسا اقدام جس سے قادیانیوں کی طرفداری مترشح ہو اسلامیان پاکستان کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ قادیانیوں کے دجل وفریب سے سادہ لوح مسلمانوں کو خبردار کرنا علمائے اسلام کا موضوع ہی نہیں دینی فریضہ ہے۔ علمائے کرام یہ فریضہ تحریراً وتقریراً ادا کررہے ہیں جو ذمہ داری ایک اسلامی ملک کے مسلمان حکمرانوں پر عائد ہوتی تھی اسے علمائے کرام نبھارہے ہیں۔

چاہئے تو یہ تھا کہ حکمران علمائے کرام کے شکر گزار ہوتے کہ انہوں نے حکمرانوں کے فرائض منصبی میں اعانت کی۔ اس کے برعکس علمائے کرام کی کتابوں اور پمفلٹوں پر پابندی عائد کی جارہی ہے کہ ان سے قادیانیت کے دجل کا پردہ چاک ہوتا ہے۔ حکومت کو غور کرنا چاہئے کہ قادیانیوں کی اشتعال انگیزیوں کے مقابلے میں مسلمانوں کا رویہ انتہائی مفاہمانہ

اور رواداررانہ ہے۔ ہزاروں قادیانی اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ قادیانیوں کا نفرت انگیز اور سب وشتم پر مبنی لٹریچر اس ملک میں تقسیم ہوتا اور پڑھا جارہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو جو گالیاں دی ہیں ان کے مقابلے میں دنیا بھر کے مسلمان بھی اسے برا بھلا کہیں تو مکافات نہیں ہوسکتی۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:

☆ ...... ''کل مسلمانوں نے مجھے قبول کرلیا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرلی ہے۔ مگر کنجریوں اور بدکاروں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص54، روحانی خزائن ج5 ص54)

☆ ...... ''جو شخص میرا مخالف ہے وہ عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی ہے۔'' (نزول المسیح ص4)

☆ ...... ''بلاشبہ ہمارے دشمن بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔''

(نجم الہدیٰ ص10، روحانی خزائن ص53 ج14)

☆ ...... ''جو شخص ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔''

(انوار الاسلام ص20، روحانی خزائن ص31 ج14)

مرزا غلام احمد قادیانی کی گالیوں کا سلسلہ بہت دراز ہے۔ مگر بطور نمونہ یہی کافی ہے کہ اس نے دنیا کے سوا ارب مسلمانوں کو حرامی، کنجریوں کی اولاد، خنزیر اور کتیوں کے بچے تک کہا ہے اور پھر یہ گالی قیامت تک کے ان تمام مسلمانوں کو بھی دی گئی ہے جو مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کو نہیں مانیں گے۔

شمس العلماء حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ نے مرزا قادیانی کی انہی مغلظات کا حوالہ دیتے ہوئے اپنی تقریر میں وقت کے حاکم ایوب خان کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ: ''ایوب خان! سوچو مرزا غلام احمد قادیانی نے تمہاری ماں کو بھی کتیا کہا ہے۔ کیا تم کتیا کے بچے ہو؟'' یہی بات موجودہ حکمرانوں کے سوچنے کی بھی ہے۔ اس کے بعد حضرت افغانی مرحوم نے فرمایا کہ: ''اگر حکومت کے نزدیک اتحاد واتفاق کا یہ مطلب ہے کہ قادیانی اپنے عقائد کے بارے میں جو کچھ کہیں اور جن خیالات کا اظہار کریں ہم انہیں غلط نہ کہیں اور ان کی جارحیت کی مدافعت نہ کریں تو یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ ہم مٹ تو سکتے ہیں لیکن قادیانی کی تائید نہیں کر سکتے۔ جہاں تک رواداری کا تعلق ہے تو آپ اس سے زیادہ رواداری کی کیا توقع رکھتے ہیں کہ مسلمانوں نے قادیانیوں کو اپنے ملک سے نہیں نکالا۔ کبھی راستے میں پکڑ کر انہیں زدوکوب نہیں کیا۔ بلکہ حکمرانوں نے بڑے بڑے عہدے ان کے سپرد کئے۔''

اس لئے حکمرانوں سے درخواست ہے کہ وہ حکمت وتدبر سے کام لیں۔ عقیدہ ختم نبوت جیسے اساسی، حساس اور نازک مسئلے کے بارے میں کوئی ایسا اقدام نہ کریں جس سے یہ تاثر ابھرے کہ حکومت قادیانیت نواز ہے۔ دوسرے مسلمانوں کی طرح حکمرانوں نے بھی ایک دن مرنا اور اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ کیا انہیں امام الانبیاء، خاتم النبیین رحمت دو عالم ﷺ کی شفاعت مطلوب نہیں؟۔

مسئلہ ختم نبوت کی ایک واضح دلیل!

جناب سید شمشاد حسین

’’والذین یومنون بمآ انزل الیک ومآ انزل من قبلک وبالآخرۃ ھم یوقنون‘‘ ﴿یعنی متقین ایسے ہیں کہ ایمان رکھتے ہیں اس کتاب پر جو آپ کی طرف اتاری گئی اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری جاچکی ہیں اور آخرت پر بھی وہی لوگ یقین رکھتے ہیں۔﴾

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع قدس سرہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مسئلہ ختم نبوت کی یوں تفسیر کی۔ آیت کے اس طرز بیان سے ایک اہم اصولی مسئلہ بھی نکل آیا کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کی وحی آخری وحی۔ کیونکہ اگر قرآن مجید کے بعد کوئی اور کتاب یا وحی بھی نازل ہونے والی ہوتی تو جس طرح اس آیت میں پچھلی کتابوں اور وحی پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے اسی طرح آئندہ نازل ہونے والی کتاب اور وحی پر ایمان لانے کا ذکر بھی ضروری ہوتا۔ بلکہ اس کی ضرورت زیادہ تھی۔ کیونکہ تورات وانجیل اور تمام کتب سابقہ پر ایمان لانا تو پہلے سے جاری اور معلوم تھا۔ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد بھی سلسلہ وحی اور نبوت جاری ہوتی تو ضرورت اس کی تھی کہ اس کتاب اور اس نبی کا ذکر زیادہ اہتمام سے کیا جاتا جو بعد میں آنے والے ہوں۔ تاکہ کسی کو اشتباہ نہ رہے۔

مگر قرآن نے جہاں ایمان کا ذکر کیا تو آنحضرت ﷺ سے پہلے نازل ہونے والی وحی اور پہلے انبیاء کا ذکر فرمایا۔ بعد میں آنے والی کسی وحی یا نبی کا کہیں قطعاً ذکر نہیں۔ پھر صرف اسی آیت میں نہیں بلکہ قرآن کریم میں یہ مضمون اول سے آخر تک مختلف مقامات میں چالیس پچاس آیتوں میں آیا ہے۔ سب میں آنحضرت ﷺ سے پہلے انبیاء، پہلی وحی، پہلی کتابوں کا ذکر ہے۔ کسی ایک آیت میں اس کا اشارہ تک نہیں کہ آئندہ بھی کوئی وحی یا نبی آنے والا ہے جس پر ایمان لانا ہے۔ مثلاً:

۱...... ’’ومآ ارسلنا من قبلک ۰ نحل‘‘

۲...... ’’ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک ۰ مومن‘‘

۳...... ’’ولقد ارسلنا من قبلک رسلاً ۰ روم‘‘

۴...... ’’ومآ انزل من قبلک ۰ نساء‘‘

۵...... ’’ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک ۰ زمر‘‘

۶...... ’’کذالک یوحی الیک والی الذین من قبلک ۰ شوری‘‘

(بقیہ: صفحہ 56 پر)

حضرت ابوذر غفاریؓ کے آخری لمحات!

حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی

ہجرت کا بتیسواں سال اپنی ہستی کو فنا کرتے ہوئے اپنے اخیر مہینے میں قدم رکھ چکا ہے۔ عرب وعجم کی بے شمار روحیں عشق الٰہی میں سرشار ومست ہو ہو کر مکہ معظمہ کی وادیوں میں پھیل رہی ہیں۔ عراق کے مسافر ذات عرق کے راستے ربذہ کی پرفضا منزل سے گزر کر لبیك اللهم لبیك ۰ لبیك لاشریك لك کی دل گداز آوازوں سے ان دبی چھپی چنگاریوں کو بھڑکا رہے ہیں جنہوں نے حضرت ابوذرؓ کے سینے کو آتشدان بنا رکھا تھا۔

ربذہ کے سامنے سے جو حاجی مستانہ لباس میں پابرہنہ گزرتا اگر اور کچھ نہیں کرتا تھا تو کم از کم ابوذرؓ کے دل کو ضرور رلا ڈالتا تھا۔ خصوصاً اس سال کے تمام ممالک محروسہ اسلام میں یہ اعلان عام طور پر شائع ہوگیا تھا کہ اس سال بھی مدینہ کا روحانی وجسمانی سلطان اپنے حقیقی ملیک قدوس کے آستانہ پر جبین نیاز جھکانے آئے گا۔ یعنی عام طور پر یہ خبر ملک میں گرم تھی کہ حضرت عثمانؓ اس حج میں شریک ہوں گے۔ دور دور کے لوگ بیک کرشمہ دو کار کا اصول پیش نظر رکھ کر مکہ میں امنڈے چلے آتے تھے کہ حقیقی مجازی دونوں جمال وجلال کا نظارہ ایک ہی سفر میں ملتا ہے۔ مختلف ملکوں کے صوبیداروں، والیوں کے نام بھی پروانہ جاری کیا گیا تھا کہ اس سال خدائے واحد کے دربار میں آکر بیت اللہ کے خادم عثمان سے مل جائیں۔

الغرض اس سال کی مختلف خصوصیتوں نے عشق کے بازار کو گرم وتیز کردیا تھا اور ظاہر ہے کہ اس حالت میں ربذہ کے درویش کی آگ بھی قدر اشتعال انگیز بھڑک رہی تھی۔ اس کی کوئی انتہا نہیں ہوسکتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آخر بیماری دل نے کام تمام کیا۔ مدت سے آہستہ آہستہ سلگنے والی آگ دل وجگر کے ہر ریشہ میں پیوست ہوگئی جو جسم انسانی تھا وہ از فرق تابقدم انگارہ اور فقط انگارہ ہوکر دہکنے لگا۔ حتیٰ کہ طاقت رفتار نے ساتھ چھوڑ دیا۔ قوتوں نے جواب دے دیا اور وہ جو کہ سامان سفر میں مصروف تھا بستر مرض پر یاس وناکامی کی چند ٹھنڈی آہوں کے بعد اس طرح لیٹ گیا کہ پھر کبھی نہ اٹھا۔

دنیا نے سمجھا کہ کوئی مادی بیماری ہے۔ لیکن جنہوں نے آپ کے حالات کا مطالعہ ابتداء سے کیا تھا وہ سمجھ گئے کہ جو چرکہ مکہ کے کسی چبوترے پر لگایا تھا وہ اب گہرا ہوکر بیماری کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ حتیٰ کہ ضعف نے آپ کو اس درجے مجبور کیا کہ باوجود قرب کے سب سے آگے رہنے والا سربازار آج سب سے پیچھے رہ گیا یا رکھ لیا گیا۔ آپ جس خیمہ میں بیمار ہوکر پڑ گئے۔ اسی کے سامنے سے روزانہ حاجیوں کا قافلہ امنگوں اور ارمانوں کے ساتھ گزرتا اور آپ کے دل پر رہ رہ کر چوٹ پڑتی۔ آرزوؤں کا ولولہ اٹھتا اور تن زار کی کمزوری گراتی۔ ایک عجیب کشاکشی تھی۔ ہربن مو سے گویا آواز آرہی تھی:

بے عشق عمر کٹ نہیں سکتی ہے اور یاں
طاقت بقدر لذت دیدار بھی نہیں

ضعف کا یہ حال کہ دو قدم چلنا بھی دوبھر تھا اور حسرتوں کی وہ سینہ زوری ہاں کہ جس طرح بھی ابراہیم کے سر پر چمکنے والی بجلی یا فاران والی فارقلیط کی روح کو منور کرنے والی تجلی ایک دفعہ دل و جان پر کوند جاتی ہے۔ جاتی۔ لیکن جہاں صرف اپنی خواہشوں کی پابندی ہو وہاں ان باتوں کو کون پوچھتا ہے۔ آہ! کہ جس پر وہ اجلال بے ناصیہ پر کہ: "ان اللہ غنی عن العالمین۔" "اللہ تمام عالم سے مستغنی ہے۔" آتشیں حروف میں لکھا ہوا ہو۔ وہاں "میں یہ چاہتا ہوں" کی آواز کون سنتا ہے۔ ابوذرؓ نے چاہا لیکن جسے ابوذرؓ چاہتا تھا اس نے نہ چاہا۔ پھر کس کی مجال تھی کہ ربذہ کا بیمار ایک قدم بھی آگے بڑھ سکتا ہو۔ آخر یہی ہوا کہ بیماری و نقاہت نے مجبور کیا۔ حضرت ابوذر غفاریؓ اس پرشوکت حج میں شریک نہ ہو سکے۔ کیا کرتے تھک کر ربذہ کے خیمہ میں پڑ گئے۔

ربذہ کے باشندے ایک تو یوں ہی تھوڑے تھے۔ اس پر کل سرکاری آدمی ان بے چاروں کو کیا علم تھا کہ افق غیب میں کیا مستور ہے۔ حضرت عثمانؓ کی آمد کی خبر سن کر وہاں کے کل آدمی مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔ ربذہ بالکل خالی ہو گیا۔ زندہ نفوس میں وہاں صرف آپ کا ایک جسم بیمار اور اہل و عیال رہ گئے اور بس۔ ادھر مناسک و زیارت کے دن بھی قریب آ چکے تھے کہ مسافروں کی آمد و رفت کا سلسلہ بھی بند ہو گیا۔ سڑک بھی سنسان پڑی ہوئی تھی۔ سبحان اللہ کسی کی زبان سے کچھ نکل گیا تھا فقط اس کو پورا کرنے کے لئے کیا کیا سامان ہو رہے ہیں۔ ابوذرؓ دمشق سے بلوائے جاتے ہیں۔ مدینہ سے ربذہ بھیجے جاتے ہیں۔ حج کے بہانے سے ربذہ کو خالی کیا جاتا ہے اور آہ کہ وقت بھی وہ رکھا جاتا ہے کہ راہ کا راہی اور سڑک کا کوئی مسافر بھی میسر نہ آ سکے:

ایں ہمہ غوغا برائے نیم جانے می شود

کہ فعال لما یرید کی قوتوں کو مانو اور اس کے آگے سربسجود ہو جاؤ۔

خیر جب سارا سامان تیار ہو گیا۔ دیکھ لیا گیا کہ شرائط جو زبان سے ادا ہوئے تھے ٹھیک پورے ہو چکے ہیں کہ یکایک اس ہو کے میدان میں جہاں چند چٹانوں کے علاوہ دور دور تک شاید پر مارنے والا پرندہ بھی موجود نہ تھا۔ ربذہ کی صوفی خیمہ والی کالی تیماردار عورت (یعنی ابوذرؓ کی زوجہ محترمہ نے) ایک چیخ ماری۔ خدا جانے انہوں نے کیا دیکھا اور کس کو دیکھا مگر فوراً ہچکیوں میں ملی ہوئی نرم لہجے ابوذرؓ کے بستر سے آواز آئی کہ: "تم کو کس نے رلایا؟"۔

بیوی صاحبہ! تمہارا وقت قریب آ گیا ہے اور میں عورت ہوں۔ اتنی قوت نہیں کہ اس پتھریلی زمین میں تمہارے لئے قبر کھود سکوں گی اور آہ! گھر میں کپڑا تک بھی نہیں جس میں تمہیں لپیٹ کر دفن کر سکوں گی۔

حضرت ابوذرؓ نے یہ سن کر نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ ان سامانوں کا جو اصلی نشان تھا ان الفاظ میں ظاہر فرمانے لگے کہ: "مت روؤ اس کے لئے نہ روؤ۔ میں صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا کہ قطعاً تم لوگوں میں ایک شخص چٹیل سنسان وادی میں جان دے گا جس کے جنازے میں

مسلمانوں کا ایک گروہ آ کر شریک ہوگا اور میں اس دن سے اندازہ کر رہا ہوں کہ وہاں پر جتنے لوگ تھے ان میں سب کے سب کسی شہر یا آبادی میں وفات پاچکے اور اب صرف میں اکیلا رہ گیا ہوں جو اس وقت اس وادی بے کسی میں دم توڑ رہا ہوں۔ پس جا راستہ پر جا کر بیٹھ۔ مسلمانوں کی کوئی جماعت ضرور آ رہی ہوگی۔ کیونکہ خدا کی قسم نہ میں جھوٹ بول رہا ہوں اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے۔“

بیوی صاحبہ! خدا جانے اب لوگ کہاں سے آئیں گے۔ حاجیوں کی آمد و رفت کا سلسلہ بند ہو چکا ہے۔ راستہ بالکل سنسان پڑا ہوا ہے۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ تم جاؤ تو سہی جا کر دیکھو بھی تو۔ سمجھنے والوں کو اب جا کر معلوم ہو گیا ہوگا کہ اس سے پہلے جو کچھ ہوا تھا:

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

غفار کا بہادر جواں صید گاہ عشق میں کودا تھا۔ اس پر جو تیر چلایا تھا آج جا کر نشانے پر بیٹھتا ہے۔ روتی دھوتی یاس و ناکامی کے ساتھ آپ کی بیوی صاحبہ اٹھیں اور لب سڑک آ کر بیٹھ گئیں۔ مایوسانہ نگاہیں افق تک پھیل کر کسی چیز کو انتہاء بے کسی کے ساتھ ڈھونڈ رہی تھیں اور پھر ناکامیوں کے ہجوم میں واپس آ جاتیں۔ یہ سلسلہ آمد و رفت کا اسی طرح قائم تھا کہ یکا یک مبتداء کے چہرہ سے نقاب الٹا گیا اور اس کی خبر گرد و غبار کی صورت میں ایک جانب سے آ گئی۔ بیوی صاحبہ کا اس وقت کیا حال ہوا ہوگا لکھنے کی ضرورت نہیں سوچنے کی ضرورت ہے۔

پردہ چاک ہوتا ہے اور اندر سے گردنیں اٹھائے سترہ اونٹوں کی ایک قطار انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ نمودار ہوئی۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ وہ اس طرح اڑے چلے آتے تھے گویا بھاری پرندوں کی ٹولیاں زنانے بھرتی ہوئی آ رہی ہیں۔ عربی عماموں والے شتر سوار گرد و غبار میں ڈوبے ہوئے اس پر سوار تھے۔ آناً فاناً وہ لوگ بیوی صاحبہ کے سر پر پہنچ گئے۔ ان لوگوں کی نگاہ یکا یک آپ پڑی۔ اس عالم تنہائی میں ایک عورت کا اس طرح سے کھڑا رہنا حیرت میں ڈال دینے کے لئے کافی تھا۔ انگلیوں نے نکیلوں کو ڈھیلا کر دیا۔ اونٹ روک دیئے گئے۔ جو آگے تھا اس نے آپ کو مخاطب کر کے پوچھا کہ: ”بیوی صاحبہ! آپ یہاں کیوں کھڑی ہیں؟۔ آپ پر کیا حادثہ گزرا؟۔“ بیوی صاحبہ! ”مسلمانو! ایک آدمی بچارہ مر رہا ہے۔ خدا کے لئے اس کے کفن دفن کا سامان کرو۔“

اس کے بعد جو جملہ آپ کی زبان سے نکلا دل کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیتا ہے۔ کلیجہ پاش پاش ہوا جاتا ہے۔ نیاز کی بے نیازیوں کا مرقع کچھ اس طرح آنکھوں کے سامنے عریاں ہوتا ہے کہ دل بیٹھا جاتا ہے۔ اللہ اکبر ابوذرؓ! راتوں کو پیشانی گھس گھس کر صبح کر دینے والا ابوذرؓ، صبح کو فاقہ و بھوک کی شدت میں شام کرنے والا ابوذرؓ، سچ کی حمایت میں دنیا کو اپنا دشمن بنانے والا ابوذرؓ، آہ! کہ وہی ابوذرؓ جس نے عشق و سرمستی میں اپنی عمر کاٹ دی۔ توحید و سنت کی اشاعت میں در بدر پھرنے والا ابوذرؓ محض آسمانی محبوب کی رضا جوئی میں دولت و امارت سے کنارہ کش ہونے والا ابوذرؓ، صرف اس کی پوجا کے لئے آبادیوں کو چھوڑ کر جنگل کے بھیڑوں کی طرح زندگی گزارنے والا ابوذرؓ، آج ایک جنگل میں جان دے رہا ہے اور اس طرح دے رہا ہے کہ ان کی بیوی اللہ اللہ! مسافروں کے سامنے اس طرح کھڑی ہیں کہ ان کے کفن کے لئے بھیک

مانگیں۔ غنی مطلق کے استغنائے مطلق کی یہ کارفرمائیاں ہیں۔ اس روحانی بادشاہ کی بیوی کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہیں اور مقربوں، صدیقوں کا زہرہ آب ہوا جاتا ہے۔

''اس بے چارے مسلمان کے پاس کفن نہیں ہے۔ خدارا اس کے کفن کا بھی سامان کرو۔ خدا کے یہاں اجر پاؤ گے۔'' شتر سواروں نے پوچھا کہ: ''وہ کون آدمی ہے؟'' آواز آئی کہ: ''ابوذرؓ صحابی رسول اللہﷺ'' یہ سن کر ہوش اڑ گئے۔ حواس باختہ ہوگئے۔ کہرام مچ گیا۔ سننے والوں نے شور برپا کردیا۔ غل تھا کہ: ''وہ ان پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں۔ وہ ان پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں۔''

اونٹوں کی پیٹھیں خالی ہوگئیں۔ کوڑے ان کی گردنوں میں لٹکا کر چیختے ہوئے گریاں و نالاں و افتاں و خیزاں اس خیمہ مریض کی طرف دوڑ پڑے۔

حضرت ابوذرؓ نے بیوی صاحبہ کو ادھر بھیج کر اپنی بچی کو پکارا اور فرمایا کہ: ''بیٹی! ایک بکری ذبح کرلو اور فوراً اس کے گوشت کو آگ آپ پر چڑھادو۔ گھر میں مہمان آرہے ہیں۔ جب وہ مجھے دفن کرلیں تو تم ان سے کہنا کہ ابوذرؓ نے آپ لوگوں کو خدا کی قسم دی ہے کہ جب تک کھانا کھانہ لیں اپنی سواریوں پر سوار نہ ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ مہمانوں کی ایک اور جماعت آنے والی ہے جو کھاتی پیتی نہیں۔ سونگھتی ہے۔ ایک نافہ مشک کا پڑا ہوا ہے۔ اسی کو گھس کر پانی میں ملاؤ اور تمام خیمہ میں چھڑک دو۔ عنقریب وہ آنے والے ہیں۔''

روح جسم کو چھوڑ رہی ہے۔ سکرات کی حالتیں طاری ہیں۔ لیکن اس وقت بھی جو خیال عملی صورت میں اختیار کر رہا ہے وہ وہی ہے جو میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ علم عمل پر منطبق ہوجائے۔

خلیل ابوذرؓ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بتایا تھا کہ مہمانوں کا اکرام کیا کرو۔ پس گو جان نکل رہی ہے۔ لیکن یہ قول اس میں منجذب ہوگیا تھا۔ اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ حجتہ الوداع کی آخری وصیت نبویہﷺ کہ: ''الا فلیبلغ الشاهد الغائب'' ﴿دیکھو جو یہاں موجود ہے وہ غیر حاضر لوگوں کو میرا قول پہنچادے۔﴾ موت کی تمام سختیوں پر غالب آگئی۔ ان لوگوں کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ:

''تمہیں خوشخبری ہو۔ تم لوگوں کے متعلق آنحضرتﷺ ایک مژدہ سنا گئے ہیں (یعنی فرمایا تھا) کہ مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کے کفن دفن میں شریک ہوگی۔ حضورﷺ کی یہ تصدیق کہ فلاں شخص مسلمان ہے یا فلاں جماعت مسلمانوں کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے زیادہ جان بخش گراں مایہ مژدہ اور کیا ہوسکتا ہے۔'' اس کے بعد ابوذرؓ نے فرمایا کہ: ''ایک اور مژدہ سنو! میں نے رسول اللہﷺ سے سنا ہے کہ جن دو مسلمانوں کے درمیان دو بچے مرگئے ہوں یا تین بچے مرگئے ہوں یا ان کی موت پر انہوں نے صبر سے کام لیا ہو اور صبر پر ثواب کی امید لگائی ہو تو یہ دونوں ہمیشہ کے لئے آگ کے شعلوں سے جدا ہوگئے۔''

یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے جو یہ حدیث بیان کی عموماً اس پر برانگیختہ کرنے والا تبلیغ کا جذبہ دیرینہ تھا۔ تاہم یہ بات البتہ قابل غور ہے کہ آپ نے خاص کر اسی روایت کو کیوں بیان کیا۔ میں اس کا قطعی تو جواب نہیں دے سکتا۔

پھر بھی قرائن وقیاسات کا مقتضیٰ ہے کہ آپ کو یہ بھی جتانا منظور تھا کہ دیکھو ابوذرؓ اس دنیا سے جاتا ہے مگر اپنے اعمال وافعال پر بھروسہ کر کے نہیں جاتا۔ اپنے صدقات وخیرات پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی جان ملک الموت کے سپرد نہیں کرتا۔ ان چیزوں میں سے اس کو کسی پر غرہ نہیں۔ کسی پر بھروسہ نہیں۔ ہاں صرف ایک آس ہے کہ اس کے چند بچے مر گئے ہیں۔ ارحم الراحمین شاید اسی کو بخشائش اور مغفرت کا ذریعہ بنادے۔ فقط ایک یہی چیز ہے کہ جو ممکن ہے رحمت ایزدی کو اپنی طرف متوجہ کر سکے۔ اور یہ ایک صوفیانہ نکتہ ہے کہ موت سے پہلے جس قدر خشیت وخوف اپنے دل پر غالب کر سکتے ہو کرو۔ پھر جب موت کی گھڑیاں سر پر آجائیں اس وقت بیم ودہشت کو سینے سے باہر نکال کر صرف امید ونجات وفور رحمت وغفران سے دل کو لبریز کرلو۔ شیخ المجاذیب اس وقت اسی شغل میں مصروف ہیں۔

اس کے بعد آپ کے دل سے اس شورش انگیز، روح فرسا، حوصلہ گسل آواز اٹھی اور بصد حسرت دیاس اٹھی۔ صحابی رسول ﷺ نے فرمایا کہ: ''اے کاش کہ میرے پاس اتنا کپڑا ہوتا کہ میں اس میں سما کر اپنا کفن بنالیتا تو پھر میں اس کے علاوہ اور کسی کفن کی ضرورت محسوس نہ کرتا۔ مگر (یعنی جب خدا کی مرضی یہی ہے کہ اپنے کفن میں لپٹا ہوا نہ جاؤں اور آپ لوگ کفن دیں) اب آپ لوگوں کو وصیت کرتا ہوں اور خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے جو شخص کفن دے وہ نہ تو کسی صوبہ کا والی اور نہ عریف ہو اور نہ وا کیہ ہو۔''

اتفاق تو دیکھو کہ اس جماعت میں جتنے آدمی تھے قریب قریب ہر ایک شخص ان عہدوں میں سے کسی ایک پر ممتاز تھا۔ صرف ایک انصاری جوان البتہ ایسا تھا جس میں یہ باتیں نہیں تھیں۔ وہی بول اٹھا کہ: ''مجھ میں آپ کی تمام شرائط پائی جاتی ہیں اور میرے تھیلے میں دو چادریں بھی نئی رکھی ہوئی ہیں جس کے سوت میری ماں کے ہاتھ نے کاتے ہیں۔'' بعض روایتوں میں ہے کہ: ''ان چادروں کو میری ماں نے بنا ہے۔'' اور ایک چادر یہ ہے جو میرے بدن پر پڑی ہوئی ہے۔ یہ ملاکر تین کپڑے ہو جاتے ہیں جو کفن کے لئے کافی ووافی ہیں۔

حضرت ابوذرؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ: ''ہاں! تم میرے حسب منشاء ہو۔ بس انہیں کپڑوں میں مجھے کفنانا'' اس گفتگو کے بعد اور کیا کیا باتیں ہوئیں۔ مورخین ان سے ساکت ہیں۔ ہاں طبقات ہی میں ایک اور روایت موجود ہے جو ظاہراً بلکہ یقیناً اس روایت سے مختلف ہے۔ حافظ ابن قیمؒ نے زائد المعاد میں اس کے تضاد پر متنبہ بھی کی ہے اور بغیر کسی جواب کے آگے نکل گئے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک راویوں سے اس میں چوک ہوئی ہے۔ اقرب الی الصحت اس کی ترکیب یوں معلوم ہوتی ہے کہ: ''مجھے نہلا دھلا کر کفن پہنا کر سڑک پر جا کر ڈال دینا اور دیکھتے رہنا سب سے پہلے سواروں کی جو جماعت گزرے ان کو ٹھہرا کر کہنا کہ یہ ابوذرؓ صاحب رسول اللہ ﷺ ہے۔ تم لوگ ان کے دفن میں میری مدد کرو۔''

۸ ذی الحجہ ۳۲ ہجری

خدا کی ہر چیز خدا کی طرف جانے والی ہے۔ آخر وقت عظیم آگیا۔ آسمانوں سے فرشتے اتر پڑے اور اس خستہ ونزار سوختہ وبریاں جاں کو جس نے خدا جانے اس عنصری دور میں نشیب وفراز عالم کے کتنے حوادث دیکھے اور خود اس کی قفس

خاکی میں بند ہوکر کیا گیا تھا۔ اسی کو لینے کے لئے دنیاوی مخمصوں سے نجات کے لئے قدوسیوں کے جھرمٹ میں موت کا فرشتہ مشک بیز خیمہ میں اپنے میزبانوں کے پاس پہنچ گیا۔ حجابات اٹھنے لگے۔ ان دیکھی چیزیں آنکھوں کے سامنے چلتی پھرتی نظر آنے لگیں۔ ابوذرؓ نے ٹوٹتی ہوئی آواز میں دنیا والوں کو اس آخری لفظ سے مخاطب فرمایا کہ: ’’قبلہ کی طرف میرا رخ کردو۔‘‘

آخری حکم کی آخر تعمیل کردی گئی۔ اس کے بعد خلوص وسچائی کے اندر ڈوبے ہوئے الفاظ خیمہ میں اس طرح گونجے ’بسم اللہ وباللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ ﷺ‘‘ انہیں پاک آوازوں کے ساتھ خاک وآب وآتش وباد کے کرے، ایک تاباں روشنی مقدس تعلق سے ہمیشہ کے لئے محروم ہوگئے۔ سراج منیر ﷺ کے انوار سے دمکنے والا ماہتاب ٹھیک ۸ ذی الحجہ کو ربذہ کے حوالی افق میں غروب ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ’’نفس مطمئنہ ۰ فادخلی فی عبادی ۰ وادخلی جنتی ۰ ‘‘ کی صدائے روح پرور زمین سے اکھڑا اور جہاں بلایا گیا پہنچ گیا۔ جس نے اپنے کو خدا کے لئے بنایا تھا وہ نہایت امانت کے ساتھ پیمان وفا کو پورا کرتے ہوئے جلال وجمال کی مستور کشتیوں میں غرق ہوکر جس کے لئے تھا اسی کے پاس چلا گیا:

وماکان قیس ہلکا ہلک واحد
ولکنہ بنیان قوم تمعدما

مجذوبوں کا سردار رئیس الطائفہ فقیری کی ایک جدید یادگار چھوڑ کر دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگیا۔

جنازہ

آنکھیں بند کی گئیں۔ انگوٹھے باندھے گئے۔ غسل دینے والوں نے نہلایا۔ انصاری نوجوان نے کپڑے نکال کر دیئے اور اس جسم کو جس نے اسلام کے بعد خدا کی مرضی میں اپنی خواہشوں کو جذب کر دیا تھا ایک غیر کے کپڑے میں کفنایا گیا۔ حسب وصیت آپ کا جنازہ اٹھایا گیا اور عام گزرگاہ پر لاکر رکھ دیا گیا۔ ادھر کوفہ سے استاد المسلمین، معلم الامۃ، فقیہ الاسلام حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ عمرہ کا احرام باندھے ہوئے معہ ایک جماعت کے مکہ مکرمہ کے ارادے سے تشریف لا رہے تھے۔ آپ کو اس المناک حادثہ کا علم تھا یا نہیں۔ مجھے کیا معلوم تاہم ظاہر حال یہ تھا کہ آپ نہایت تیزی کے ساتھ اپنے اونٹ کو بھگاتے ہوئے لا رہے تھے۔ حتیٰ کہ قریب تھا کہ جس کا جنازہ بے کسی کے ساتھ راستہ پر پڑا تھا وہ سواری کے نیچے آجائے۔ لیکن یکایک آپ ٹھٹک گئے۔ جنازہ کو اس طرح پڑا ہوا دیکھ کر اپنے اونٹ کو روک لیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی ٹھہرا لیا جو لوگ سڑک کے نیچے آنے والوں کا انتظار کر رہے تھے۔ ان لوگوں کو دیکھ کر سامنے آگئے اور کہا کہ: ’’ابوذرؓ صاحب رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ان کے دفن میں ہم لوگوں کی مدد کیجئے۔‘‘

ایک زبردست دھکا تھا جس نے اچانک حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی روح میں زلزلہ ڈال دیا۔ حضرت ابن عبدالبر کی روایت ہے کہ سنتے ہی آپ نے چیخ ماری اور مجنونانہ اپنے اونٹ سے اتر پڑے۔ روتے جاتے تھے اور حالت

دارفتگی میں آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ:''میرے دوست، میرے بھائی'' اخیر میں فرماتے کہ:''مبارک ہو تم کو، رسول خداﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ ابوذرؓ اکیلا ہی چلتا ہے، اکیلا ہی مرے گا اور اکیلا ہی اٹھے گا۔''

حتیٰ کہ کم از کم مرنے والا اگر اپنے ساتھ کچھ نہیں لے جاتا تو اپنے گھر کا کفن یقیناً لے جاتا ہے۔ لیکن حضرت ابوذرؓ صاحب رسول اللہﷺ کی تنہائی کا یہ عالم ہے کہ کفن بھی اپنا نہیں۔ لوگوں نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے نماز جنازہ پڑھانے کی درخواست کی۔ جنازہ آگے رکھ دیا۔ اس وقت کا نظارہ کتنا عظیم الشان اور دل ہلا دینے والا نظارہ ہوگا۔ سامنے ان کا جنازہ رکھا ہوا ہے جو اپنے محبوب سے اسی طرح ملنے جارہا ہے جس طرح اسے چھوڑ کر آپﷺ تشریف لے گئے تھے۔ جنازہ کا امام وہ شخص ہے جس کی مرضی دنیا کے سب سے بڑے آدمی کی مرضی قرار دی گئی اور جن کے عہد علوم پر اعتماد کرنے کی وصیت خدا کے آخری پیغامبرﷺ نے تمام دنیا کو فرمائی اور صفوں میں مبشرین کی وہ جماعت ہے جن کے اسلام کی تصدیق سرور کائناتﷺ نے خود فرمائی اور جن کا بیشتر حصہ ان لوگوں پر مشتمل تھا جن کے ملک سے عرب کے نبی ہاشمیﷺ کے ایمان کی خوشبو آئی۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ پہلا گروہ کل یمانیوں پر مشتمل تھا۔ ابن اثیرؒ نے دونوں گروہوں کے آدمیوں کے اسماء بھی لکھے ہیں۔ میں بھی ان کی تفصیل اسی سے نقل کرتا ہوں:

حضرت عبداللہ ابن مسعود، ابومضر تمیمی، اسود ابن یزید، علقمہ ابن قیس نخعی، مالک بن الاشتر نخعی، خلخال حلمی، حارث ابن سوید تمیمی، عمر ابن عتبہ السلمی، ابن ربیعہ سلمی، ابورافع مزنی، سوید ابن شعبہ تمیمی، یزید ابن معاویہ تمیمی، آخر القرشع حنفی، آخر معصد شیبانی! (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

الغرض میدان میں بصد بے کسی جو دم توڑ رہا تھا محض اس کی خاطر تھی کہ کوفہ کی زمین میں ملائی جاتی ہے اور فقیہ الاسلام کو زبردستی کھینچ کر جنازہ پر لا کھڑا کیا جاتا ہے۔ تاکہ جاننے والے جانیں کہ جو خدا کے لئے مرتا ہے۔ خدا اس کے لئے کیا کرتا ہے۔

مجھے بار بار حیرت ہوتی ہے کہ حج کا موسم ختم ہورہا ہے۔ ایام حج بھی گزر رہے ہیں۔ ایسے وقت میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کا مکہ آنا ایک محض بے موقع سی بات معلوم ہوتی ہے۔ ان کو اگر آنا تھا تو پھر خواہ مخواہ انہوں نے چند دنوں کے لئے حج کو کیوں چھوڑا؟۔ میں اس معمہ کو بالکل نہیں سمجھ سکا۔ پھر اس پر حضرت ابوذرؓ کا یہ فرمانا کہ:''دیکھتے رہنا کوئی آتا ہوگا۔'' عجیب اسرار ہیں جو علت اور معلول کے سلسلہ میں کسی طرح درج نہیں ہوتے۔ رہ رہ کر میری زبان پر یہ مصرعہ جاری ہو جاتا ہے کہ:

اے زائر حرم غرض ازیں خانہ چیست

نماز کے بعد جنازہ اٹھا۔ کن کے کاندھوں پر اٹھا چشم بصیرت دیکھے اور رشک وغبطہ کی موجیں دلوں سے اچھل اچھل کر نجات کی راہیں ڈھونڈنے والوں کو تڑپائیں۔ سب سے پہلی منزل کے دہانہ پر جب ایک بڑے انسان کو لایا گیا

قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ اور لوگوں کے ساتھ قبر میں اترے۔ اتر کر اس سرچشمہ صدق وامانت کو جس سے زیادہ سچی زبان والے انسان پر آسمان نے کبھی سایہ نہیں ڈالا اور نہ جس سے زیادہ صدیق وراست باز لہجہ کو زمین نے اپنی پشت پر کبھی اٹھایا۔ ربذہ کی ایک کنج عافیت میں ہمیشہ کے لئے مستور ومخفی کر دیا گیا اور وہیں آج تک موجود ومودع ہے۔ عام زیارت گاہ ہے۔ پس جو تنہا ہی چلتا تھا، تنہا ہی رہتا تھا، وہ تنہا ہی عرصہ بلا د آزمائش سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگیا۔ حقیقی جذب ومستی کا چراغ گو اس کے بعد گل ہوگیا۔ لیکن اس کے بعد بھی جہاں کہیں اس کی کچھ روشنی پائی گئی یا اس وقت بھی پائی جاتی ہے وہ اسی کی فیض ریز شعاعوں کا نتیجہ ہے۔ اسی طرح عیسوی زہد وورع ہدی محمدی علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وتحیۃ کے ساتھ اس کے بعد جہاں کہیں سے جمع ہوئے وہ اسی اجماع کا اثر جاری ہے۔ فرضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن الذین اتبعوہ باحسان!

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی روانگی اور آپ کے اہل وعیال کا انتظام

الغرض قضا وقدر نے جو کچھ چاہا وہ ہوا۔ دفن کرنے کے بعد حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ اپنے رفقا کے ساتھ باچشم تر آپ کے خیمہ میں آئے۔ بیوی صاحبہ اور ان کی یتیم صاحبزادی صاحبہ وہاں موجود تھیں۔ آپ نے تسلی وتشفی کے کلمات ان کو کہے۔ خود بھی سنبھلے اور ان کو بھی سنبھالا۔ جب یک گونہ سکون پیدا ہوگیا تو چلنے کے ارادے سے اٹھے۔

حضرت ابوذرؓ کی صاحبزادی صاحبہ نے پوچھا کہ کہاں تشریف لے چلے؟۔ ابا جان نے وصیت کی ہے اور خدا کی قسم دی کہ جب تک آپ لوگ کچھ نہ کھالیں سوار نہ ہوں۔ انہوں نے اپنی زندگی میں بکری ذبح کرا کے پکنے کا حکم دے دیا تھا جو پک کر تیار رکھی ہوئی ہے۔ یہ فرما کر کھانا پیش کر دیا۔ کھایا تو کیا جاتا۔ لیکن مرنے والے کے اس خلوص کو دیکھ کر حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ دنگ ہوگئے کہ حضرت ابوذرؓ نے آنحضرت ﷺ کے ارشادات پر اس وقت بھی عمل کیا جب کہ وہ دنیا سے رخصت ہو رہے تھے۔ تاکہ یہ دعوے کہ: ''میں آنحضرت ﷺ سے اسی طرح ملوں گا جس طرح آپ ﷺ نے مجھ کو چھوڑا ہے۔'' عملی طور پر مدلل ہو جائے۔

الغرض جو کچھ کھا سکے کھایا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے کیا کیا؟۔ طبری نے اس کے متعلق دو روایتیں درج کی ہیں۔ ایک میں ہے کہ آپ نے حضرت ابوذرؓ کے تمام اہل وعیال کو ساتھ لیا اور مکہ معظمہ میں جا کر حضرت عثمانؓ کے حوالے کر دیا اور دوسری روایت یہ ہے کہ یہیں ان لوگوں کو تسلی دلا سا دے کر آپ اسی وقت مکہ معظمہ روانہ ہوگئے اور حضرت عثمانؓ کو اس جانکاہ حادثہ کی خبر دی۔ حضرت عثمانؓ کو سخت صدمہ ہوا اور بجائے اصلی راستے کے آپ مدینہ کو ربذہ کی طرف سے لوٹے۔ راستہ میں ربذہ میں اترے۔ اور تعزیت وغیرہ کر کے سب کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ منورہ آئے۔

الغرض خواہ یہ ہو یا وہ ہو۔ اس پر دونوں روایتیں متفق ہیں کہ: ''ضمه عثمان الی اهله '' ﴿حضرت عثمانؓ نے آپؓ کے بال بچوں کو اپنے بچوں کے ساتھ ملا لیا۔﴾

آسان حج!

حضرت مولانا عبدالمجید انور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۰ امابعد!

نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی طرح حج بھی اسلام کا ایک رکن اور اہم فریضہ ہے۔ جس شخص کو حق تعالیٰ نے اتنا مال دیا ہے کہ اپنے گھر سے مکہ مکرمہ تک آنے جانے پر قادر ہے اور واپسی تک اپنے اہل وعیال کے مصارف برداشت کر سکتا ہے تو اس پر عمر بھر میں ایک بار حج کرنا فرض ہے۔ اس کے ادا کرنے میں دیر نہ کی جائے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر سفر کا انتظام جلد کر لینا چاہئے۔

خصوصی آداب

۱..... سفر سے پہلے حج پر جانے والے کو اپنی نیت خالص اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کے ثواب کی کر لینی چاہئے۔

۲..... اپنے چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے سچی پکی توبہ کریں۔

۳..... کسی کا مالی یا بدنی حق اپنے ذمہ ہو تو اسے ادا کر دیا جائے، یا معاف کرایا جائے۔

۴..... قضا شدہ نمازیں یا روزے اگر اتنے ہیں کہ سفر سے پہلے پورے ادا نہیں ہو سکتے یا لوگوں کے حقوق اتنے ہیں کہ سردست ان کی معافی یا تلافی ممکن نہیں تو ان کی ادائیگی کا پختہ عزم کریں۔ بلکہ ادا کرنا شروع کر دیں اور جو باقی رہیں۔ ان کے لئے وصیت لکھ کر اپنے کسی عزیز یا دوست کو ذمہ دار بنائیں۔

مسئلہ..... اگر مقروض آدمی کے پاس بقدر ادا مال یا جائیداد نہیں ہے تو اسے قرض خواہ کی اجازت کے بغیر حج کو جانا جائز نہیں اور اگر قرضہ سے زائد مال نہ ہو تو بہتر ہے کہ پہلے قرضہ ادا کرے، تاہم اگر حج کر لیا تو ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ..... تجارتی قرضے جن کا لین دین عموماً چلتا رہتا ہے۔ ان کی وجہ سے حج کو مؤخر نہیں کیا جائے گا۔

۵..... حج کے لئے حلال مال حاصل کرنا چاہئے، ناجائز کمائی سے حج کیا تو ثواب نہیں ملتا۔

۶..... والدین کی خدمت کی ضرورت ہو تو ان کی اجازت کے بغیر حج کو جانا مکروہ ہے۔

۷..... جانے سے پہلے حج کے مسائل سیکھنا واجب ہے۔ کسی معتبر عالم سے معلوم کریں، یا کوئی معتبر کتاب بار بار پڑھیں جو بات سمجھ میں نہ آئے کسی عالم سے سمجھ لیں۔

۸..... گھر سے نکلتے وقت دو رکعت نفل نماز پڑھیں۔ حسب توفیق کچھ صدقہ خیرات کر کے خوشی خوشی ”بسم اللہ توکلت علی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ“ پڑھتے ہوئے اس مبارک سفر کا آغاز کریں۔ سفر کے دوران ناجائز اور لغو باتوں سے پرہیز رکھیں۔ جتنا ہو سکے ذکر اللہ میں لگے رہیں۔

احکام کی ابتداء

نماز کی ابتداء جس طرح تکبیر تحریمہ سے ہوتی ہے۔ ایسے ہی حج یا عمرہ کی ابتداء احرام سے ہوتی ہے اور احرام کا طریقہ جاننے سے پہلے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ حج کی تین قسمیں ہیں۔

۱...... اِفراد

وہ یہ ہے کہ احرام باندھتے وقت صرف حج کی نیت کی جائے۔

۲...... قِران

وہ یہ کہ احرام میں حج وعمرہ دونوں کی نیت کی جائے اور ایک ہی احرام سے دونوں کو ادا کرنے کا قصد ہو۔ ان دونوں قسموں میں باندھا ہوا احرام حج کے افعال پورے کرنے تک رہے گا۔ تب تک احرام کی پابندی جاری رہے گی۔

۳...... تمتع

وہ یہ کہ اول احرام کے وقت صرف عمرہ کی نیت کی جائے اور مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ کے افعال ادا کر کے احرام کھول دیا جائے۔ پھر آٹھویں ذوالحجہ کو مسجد حرام سے حج کا احرام باندھ کر حج کیا جائے۔ تینوں قسموں میں سے حنفیہ کے نزدیک قران افضل ہے۔ مگر عام حالات کے پیش نظر اس تیسری قسم یعنی تمتع کو ہی اختیار کیا جاتا ہے۔ لہٰذا ذیل میں حج تمتع کی تفصیل ہی ذکر کی جائے گی۔ آپ پڑھ چکے کہ تمتع میں اول صرف عمرہ ہی کا احرام باندھا جاتا ہے اور یہ احرام آپ گھر سے یا اپنے ائیر پورٹ سے جدہ کے لئے سوار ہوتے وقت باندھ سکتے ہیں۔

احرام باندھنے کا طریقہ

بہتر ہے کہ پہلے آپ حجامت بنوالیں، ناخن ترشوائیں، بغل وغیرہ کے بالوں کی صفائی کر کے غسل کر لیں، یا صرف وضو ہی کر لیں۔ سلے ہوئے کپڑے جسم سے اتار کر دو پاک صاف چادریں لے کر ایک کی تہبند بنائیں اور دوسری اوپر اوڑھ لیں۔ ممنوع یا سورج کے طلوع، غروب یا زوال کا وقت نہ ہو تو سر ڈھانک کر دو رکعت نفل ادا کریں۔ سلام پھیرتے ہی سر ننگا کر لیں۔ دل سے عمرہ کی نیت کریں اور زبان سے بھی کہیں۔

احرام کی پابندیاں

۱...... اب آپ کرتہ، پاجامہ وغیرہ (سلا ہوا لباس) نہیں پہن سکتے۔

۲...... سر اور چہرہ نہیں ڈھانک سکتے۔

۳...... دستانے، جرابیں اور ایسا جوتا نہیں پہن سکتے، جس سے پاؤں کے درمیان کی ابھری ہوئی ہڈی چھپ جائے۔

۴..... خوشبو نہیں لگا سکتے۔

۵..... بیوی کے ساتھ بے حجابی کی یا جذبات کو ابھارنے والی کوئی بات نہیں کر سکتے۔

۶..... کسی جانور کا شکار یا کیڑے مکوڑے، بلکہ اپنے جسم کی جوں کو بھی مار نہیں سکتے۔

۷..... لڑائی جھگڑا اور دیگر فسق و فجور بحالت احرام پہلے سے بھی زیادہ منع اور قبیح ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ:۱..... اگر عورت حیض میں ہو تو غسل یا وضو کرکے احرام کی نیت کرے اور تلبیہ پڑھ لے، دوگانہ نفل نہ پڑھے۔

مسئلہ:۲..... وہ جب تک اس حالت میں ہے طواف اور سعی نہیں کرے گی۔

مسئلہ:۳..... وہ احرام میں بھی بدستور سلے ہوئے کپڑے ہی پہنے رہے گی اور سر کو بھی چھپا کر رکھے گی۔

مسئلہ:۴..... وہ احرام میں چہرہ کھلا رکھے گی۔ مگر اجنبی مرد کے سامنے نقاب اس طرح سے ڈالے جو چہرہ کو نہ لگنے پائے یا پنکھے وغیرہ کی آڑ کر لے۔

مسئلہ:۵..... وہ دستانے، جراب اور بند جوتا پہن سکتی ہے۔

مسئلہ:۶..... وہ تلبیہ (یعنی لبیک) بلند آواز سے نہیں پکارے گی۔ بلکہ آہستہ کہے گی۔

مکہ معظمہ میں داخلہ

سفر کی منزلیں طے ہو جانے کے بعد مکہ معظمہ میں داخلہ کی جب سعادت نصیب ہو تو ذوق وشوق اور ادب واحترام کی کیفیت اپنے اندر پوری طرح سے پیدا کرکے دعا مانگیں کہ: ’’اے اللہ! اپنے اس مبارک شہر میں مجھے اطمینان وسکون سے رہنا نصیب فرما اور یہاں کے حقوق وآداب پورے کرنے کی توفیق نصیب فرما۔‘‘ شہر میں داخل ہو کر پہلے سامان وغیرہ کا انتظام کریں۔ تاکہ دل میں الجھاؤ نہ رہے۔ پھر وضو کرکے تلبیہ پکارتے ہوئے مسجد حرام میں حاضری دیں۔ خشوع خضوع، تواضع اور عاجزی کے ساتھ بیت اللہ شریف کی عظمت اور جلال کا دھیان رکھتے ہوئے ’’بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ‘‘ کہہ کر دایاں پاؤں اندر رکھیں اور یہ دعا پڑھیں۔ ’’اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک‘‘

ذرا آگے چل کر جب بیت اللہ شریف پر نظر پڑے تو ’’اللہ اکبر! لا الہ الا اللہ واللہ اکبر!‘‘ کہہ کر ہاتھ اٹھایئے اور دعا مانگئے۔ اس کے علاوہ بھی جو دعا چاہے مانگئے کہ یہ قبولیت کا وقت ہے۔ اس کے بعد سیدھے حجر اسود کی طرف طواف کے لئے آئیں اور یہاں آکر ’’لبیک‘‘ پکارنا بند کر دیں۔

طواف کا طریقہ

اس طواف کے بعد آپ چونکہ عمرہ کی سعی بھی کریں گے۔ لہٰذا ’’اضطباع‘‘ کر لیں۔ یعنی احرام کی چادر دائیں بازو کے نیچے سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈال لیں۔ حجر اسود کے سامنے سے پورے تن میں برآمدے تک ایک کھائی

رنگ کی چوڑی پٹی بنی ہوئی ہے۔ اس پٹی کے کنارے کے ساتھ اپنا دایاں پاؤں ملا کر آپ حجر اسود کی طرف منہ کر کے یوں کھڑے ہو جائیں کہ پورا حجر اسود آپ کی دائیں جانب رہے۔

طواف کی نیت

اب آپ طواف کی نیت کریں اور یوں کہیں: ''اے اللہ! میں تیری رضا کے لئے عمرہ کے طواف کی نیت کرتا ہوں۔ اس کو میرے لئے آسان فرما، قبول فرما۔''

ف...... یہ نیت کرنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر طواف نہ ہوگا۔

نیت کے بعد ذرا دائیں جانب ہٹ کر دونوں پاؤں رنگین پٹی کے اوپر رکھیں کہ سینہ اور منہ حجر اسود کے بالکل سیدھ میں ہو جائے۔ اب نماز کی طرح دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر ''بسم اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد'' کہیں اور ہاتھ گرا دیں۔ پھر استلام کریں۔ یعنی حجر اسود کو بوسہ دیں یا ہاتھ لگا کر چوم لیں۔ اگر ہجوم کی وجہ سے مشکل ہو تو وہیں کھڑے کھڑے دنوں ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف کر کے یہ خیال کریں کہ حجر اسود پر رکھی ہوئی ہیں اور ''بسم اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد'' کہہ کر چوم لیں اور پٹی پر کھڑے ہی دائیں جانب کو یوں گھومیں کہ بیت اللہ شریف بائیں کندھے کے برابر ہو جائے اور طواف شروع کر دیں۔ حطیم کے اوپر سے پورا چکر کاٹ کر دوبارہ پٹی پر آئیں تو پہلے کی طرح استلام کر کے دوسرا چکر شروع کریں۔ اس طرح سات چکر لگائیں گے تو طواف مکمل ہوگا۔ اور ساتواں چکر استلام کر کے ختم کریں۔ یوں سات چکروں میں استلام کا عمل آٹھ مرتبہ ہو جائے گا۔ مگر پہلی اور آخری مرتبہ یہ عمل سنت مؤکدہ ہے اور درمیان کے چکروں میں اتنی زیادہ تاکید نہیں ہے۔

مسئلہ:۱...... اضطباع (طواف میں دایاں کندھا ننگا رکھنا) کا عمل صرف مردوں کے لئے سنت ہے۔

مسئلہ:۲...... طواف کا دوگانہ ادا کرتے وقت اس کندھے کو ڈھک لیا جائے گا۔

مسئلہ:۳...... اس طواف کے پہلے تین چکروں میں صرف مردوں کے لئے رمل کرنا بھی سنت ہے۔ یعنی وہ قدموں کو قریب قریب رکھتے ہوئے پہلوانوں کی طرح کندھے ہلا کر قدرے تیزی کے ساتھ چلیں۔ باقی چار چکروں میں عام رفتار سے چلیں گے۔ پہلے تین چکروں میں اگر بھول گیا تو بعد والے چکروں میں اس کی قضا نہیں کر سکتا۔

مسئلہ:۴...... حیض کی حالت میں طواف منع ہے۔

طواف میں دعا

طواف کے دوران ذکر اللہ یا دعا میں مشغول رہنا افضل ہے۔ مگر اس کے لئے کوئی دعا یا ذکر مخصوص نہیں ہے اور کچھ نہ ہو تو ''سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر'' ہی پڑھتے رہے۔ مگر آواز بلند نہ ہو۔ کچھ بھی نہ پڑھنا اور چپ رہنا بھی جائز ہے اور اپنی زبان میں بھی دعا مانگ سکتے ہیں۔ دعا کے لئے عام اصول یہ ہے کہ جس دعا میں

زیادہ جی لگے اور دل میں دھیان پیدا ہو وہی سب سے بہتر ہے۔

دوگانۂ طواف

طواف کے ختم پر دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہوتا ہے۔ افضل یہ ہے کہ یہ نماز مقام ابراہیم کے پیچھے ادا کی جائے۔ ہجوم کی وجہ سے قریب جگہ نہ مل سکے تو اس کے دائیں بائیں یا دور فاصلے پر بلکہ جہاں بھی جگہ ملے پڑھ لے اور فارغ ہو کر خوب توجہ اور عاجزی کے ساتھ دعا کرے۔ یہ دوگانہ نماز طواف کے بعد فوراً ادا کرنی چاہئے۔

مسئلہ:۱...... یہ دوگانہ بلا عذر دیر کر کے پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۲...... کئی طواف کرنے کے بعد سب کے دوگانے جمع کر کے پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر وقت مکروہ ہو تو کئی طواف لگاتار کر لے اور مکروہ وقت نکل جانے کے بعد ہر طواف کا الگ الگ دوگانہ ادا کرے۔

مسئلہ:۳...... طواف میں طہارت ضروری ہے۔ اگر چار چکروں کے بعد وضو ٹوٹ گیا تو وضو کر کے باقی طواف پورا کر سکتا ہے اور اگر اس سے پہلے ٹوٹا ہے تو شروع سے طواف کرنا افضل ہے۔

مسئلہ:۴...... بلاوجہ طواف کے چکروں کے درمیان لمبا وقفہ اور فاصلہ کرنا مکروہ ہے۔

ملتزم

مقام ابراہیم پر طواف کے دوگانہ اور دعا سے فارغ ہو کر ملتزم پر آیئے۔ حجر اسود اور کعبہ شریف کے دروازہ کے درمیان ڈھائی گز کے قریب دیوار کے حصہ کو ملتزم کہتے ہیں۔ یہ دعا کی قبولیت کا خاص مقام ہے۔ آپ ﷺ اس سے یوں لپٹ جاتے تھے۔ جیسے بچہ ماں کے سینہ سے لپٹتا ہے۔ آپ بھی لپٹ جایئے۔ کبھی دایاں اور کبھی بایاں رخسار دیوار پر رکھ کر خوب رو رو کر دعا کیجئے اور اس تصور اور یقین کے ساتھ مانگئے کہ رب کریم کے آستانہ پر چوکھٹ سے لگا کھڑا ہوں۔ وہ میرا حال دیکھ رہا ہے۔ میری آہ وزاری سن رہا ہے۔ اس موقع پر جہنم سے نجات اور جنت میں بے حساب داخلہ کی دعا ضرور کیجئے اور بھی جو دل میں آئے مانگئے اور جس زبان میں چاہے مانگئے۔ اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے، اعزہ واحباب کے لئے، آپ ﷺ کی پوری امت کے لئے مانگئے۔ دنیا وآخرت ہر ضرورت اور ہر نعمت مانگئے۔

زمزم

ملتزم پر دعا کے بعد زمزم پر آیئے۔ قبلہ رو کھڑے ہو کر بسم اللہ پڑھ کر تین سانس میں خوب پیجئے اور الحمد للہ کہہ کر یہ دعا مانگئے۔ ''اللھم انی اسئلك علماً نافعاً ورزقاً واسعاً وشفاءً من کل داءٍ''

صفا ومروہ کی سعی

طواف کے بعد عمرہ کا دوسرا کام سعی ہے۔ جو صفا ومروہ کے درمیان ہوتی ہے۔ اب آپ ایک بار پھر حجر اسود کا

استلام کریں گے۔ چومنا ممکن نہ ہو تو ادھر کو ہتھیلیاں کر کے ہی چوم لیں اور برآمدہ کے بیچوں بیچ چل کر صفا پہاڑی تک پہنچ جائیں اور ایسی جگہ پر قبلہ رخ کھڑے ہوں کہ بیت اللہ شریف نظر آ سکے اور یوں نیت کریں کہ: ''اے اللہ! میں تیری رضا کے لئے صفا مروہ کے درمیان سعی کے ساتھ چکروں کی نیت کرتا ہوں۔ میرے لئے آسان فرما، قبول فرما۔'' پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر خوب عاجزی کے ساتھ دعا مانگیں کہ یہ بھی دعا قبول ہونے کا مقام ہے۔ دعا کے بعد مروہ کی طرف چل دیں۔ خاموش رہیں تو بھی جائز ہے۔ مگر دل و زبان کو اللہ کے ذکر اور دعا میں مشغول رکھنا بہت ہی بہتر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ ایک مختصر دعا ہے۔ آپ بھی سعی کے دوران اس کو ورد زبان بنائے رکھے۔

تھوڑی دور چل کر آپ کو دائیں بائیں دیوار کے ساتھ سبز ستون نظر آئیں گے۔ یہاں سے ذرا دوڑتے ہوئے چلئے۔ آگے چند قدم پر پھر ایسے ہی سبز ستون آئیں گے۔ وہاں پہنچ کر یہ دوڑنا ختم کر دیں۔ (یہ دوڑنا صرف مردوں کے لئے ہے) مروہ پر پہنچ کر قبلہ رو ہو کر دعا مانگیں۔ یہ سعی کا ایک پھیرا ہو گیا ہے اور صفا پر پہنچیں گے تو دوسرا پھیرا ختم ہو گا۔ اس طریقہ سے ساتواں چکر مروہ پر ختم ہو گا۔ ہر دفعہ کی طرح اب بھی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگئے۔ لیجئے آپ کی سعی مکمل ہو گئی۔ مسجد حرام میں دو رکعت نفل نماز ادا کریں۔ جو کہ مستحب ہے۔ اس کے بعد سر کے بال منڈوا دیں یا کٹوا دیں۔ بس عمرہ مکمل ہو گیا اور احرام ختم۔

مسئلہ:۱...... احرام کھولنے کے لئے سر کے بال حدود حرم کے اندر کٹانا ضروری ہے۔ حدود حرم سے باہر کٹائے تو دم دینا پڑے گا۔

مسئلہ:۲...... طواف کے فوراً بعد سعی کرنا سنت ہے۔ ضروری نہیں تھکان یا کسی ضرورت کی وجہ سے کچھ وقفہ کر لے تو مضائقہ نہیں۔

مسئلہ:۳...... لگاتار سعی کے سات چکر پورے کرنا سنت ہے۔ اگر کسی نے متفرق طور پر دو تین قسطوں میں سعی مکمل کی تو جائز ہے۔ مگر بلا عذر ایسا کرنا سنت کے خلاف ہے۔

مسئلہ:۴...... سعی باوضو کرنا مستحب ہے، وضو ٹوٹ جانے پر اسی طرح پوری کر لے تو بھی جائز ہے۔

حج سے پہلے

ماشاء اللہ! آپ عمرہ سے فارغ ہو چکے ہیں۔ حج کا احرام باندھنے تک مکہ معظمہ میں رہتے ہوئے ایک ایک منٹ کو غنیمت جانئے۔ فضول اور بے مقصد کاموں میں ہرگز اپنا وقت ضائع نہ کیجئے۔ جہاں تک ہو سکے مسجد حرام ہی میں وقت گزاریئے۔ عمر بھر میں یہ سعادت نہ معلوم پھر کبھی میسر آئے کہ نہ آئے؟۔ کثرت سے طواف کیجئے، نفل نمازیں پڑھیئے، قضا نمازوں کے لئے بھی اس سے بہتر فرصت کب مل سکتی ہے؟۔ ذکر و تلاوت بھی خوب کیجئے، یا پھر بیٹھے بیٹھے عظمت و محبت کے ساتھ بیت اللہ شریف ہی کو بار بار دیکھتے رہئے کہ یہ بھی عبادت ہے۔ جی ہاں! رب العالمین کی تجلیات

کا یہی وہ مرکز ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی اور رسول اور ان سب کے سردار خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ حاضری دیتے اور اس کا طواف کرتے رہے اور خدا جانے کتنے اولیاء اللہ اور مقبولین بارگاہ قدس یہاں آئے اور موجود رہتے ہیں۔ قیامت تک کے لئے تمام خدا پرستوں اور موحدوں کی ارواح کا جاذب ومقناطیس اور ان کی عبادتوں کا قبلہ یہی ہے۔

حج کا احرام

اجازت ہو تو آ کر ان میں شامل میں بھی ہو جاؤں
سنا ہے کل تیرے در پر ہجوم عاشقاں ہوگا

حج کا یہ احرام آپ ۸؍ذوالحجہ سے پہلے بھی باندھ سکتے ہیں۔ مگر سہولت اسی میں ہے کہ آٹھویں کی صبح کو باندھیں۔ اپنے مکان سے غسل یا وضو کر کے دو چادریں پہن کر حرم پاک میں آ جائیے۔ مذکورہ طریقہ کے مطابق پہلے احرام کا دوگانہ سر چھپا کر پڑھئے۔ پھر سلام پھیرتے ہی سر ننگا کر کے حج کے احرام کی نیت کریں۔ ”اے اللہ! میں آپ کی رضا کے لئے حج کا ارادہ کرتا ہوں۔ میرے لئے آسان فرما، قبول فرما۔“

پھر تین مرتبہ تلبیہ پکاریں۔ ”لبيك اللهم لبيك ۰ لبيك لا شريك لك لبيك ۰ ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك“ اس کے بعد جو دعا چاہیں مانگیں۔ مگر خصوصاً یہ دعا ضرور مانگیں۔ ”اے اللہ! میں تیرے حکم کی تعمیل میں محض تری رضا کے لئے اپنا ملک گھر بار، اہل وعیال چھوڑ کر تیرے در پر حاضر ہوں۔ میں نے حج کا احرام باندھا ہے۔ اس کو صحیح طریقہ سے ادا کرنے کی اپنی خاص توفیق اور مدد نصیب فرما اور اسے قبول فرما۔ حج کی خصوصی برکات اور انوار سے مالا مال فرما۔ میں تیری رضا اور جنت کا سوال کرتا ہوں۔ تیری ناراضگی اور دوزخ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میری تمام خطاؤں کو معاف فرما کر دنیا وآخرت کی عافیت اور بھلائی نصیب فرما۔“

اب آپ کا حج کا احرام شروع ہو گیا ہے اور وہ تمام پابندیاں آپ پر پھر لگ گئی ہیں۔ جو عمرہ کے احرام میں پہلے مذکور ہو چکی ہیں۔ اب آپ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھے ذوق وشوق اور اللہ پاک کی عظمت ومحبت کا دھیان رکھتے ہوئے کثرت سے تلبیہ پکارتے رہیں گے۔

حج کے پانچ دن

پہلا دن

آٹھ ذوالحجہ کو دوپہر تک منیٰ میں پہنچنا ہے اور ظہر سے لے کر اگلی صبح تک پانچ نمازیں منیٰ میں پڑھنا اور رات کو یہیں قیام کرنا سنت ہے۔ اپنے اوقات نماز با جماعت، ذکر، تلاوت اور تلبیہ وغیرہ میں مشغول رکھیں۔

دوسرا دن

یہ ۹/تاریخ عرفہ کا دن ہے۔ آج حج کا سب سے بڑا رکن ادا کرنا ہے۔ جس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔ طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات کو روانگی ہوگی۔ اس تصور کے ساتھ کہ میرا مولا وہاں بلا رہا ہے۔ نشاط اور خوش دلی کے ساتھ ذکر دعا اور تلبیہ میں مصروف وہاں پہنچ جایئے۔ زوال کا وقت ہو جائے تو مستحب ہے کہ غسل کر لیں۔ ورنہ وضو ہی کافی ہے۔ بہتر ہے کہ ظہر کی نماز کے وقت میں اور پھر عصر کی نماز کے وقت میں اپنے خیمہ ہی میں با جماعت ادا کر لیں۔ زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک پورے میدان عرفات میں کسی جگہ میں وقوف کر سکتے ہیں۔ عرفات کے یہ چند گھنٹے سارے حج کا نچوڑ ہیں۔ ان کا ایک لمحہ بھی غفلت میں ضائع نہ ہو۔ افضل اور اعلیٰ تو یہ ہے کہ قبلہ رخ کھڑا ہو کر وقوف کرے۔ تھک جائے تو کچھ دیر کے لئے بیٹھ کر پھر کھڑا ہو جائے۔ پورے خشوع، خضوع اور عاجزی کے ساتھ ذکر اللہ، تلاوت، درود شریف اور استغفارات میں مشغول رہے۔ وقفہ وقفہ کے بعد تلبیہ بھی پکارتا رہے۔ دینی اور دنیوی مقاصد دنیا اور آخرت کی ہر ضرورت اور نعمت کی اپنے لئے اپنے متعلقین واحباب کے لئے، تمام امت مسلمہ کے لئے خوب رو رو کر دعائیں مانگتا رہے۔ دعا کی قبولیت کا یہ بہت ہی قیمتی اور خاص موقع ہے اور قسمت سے ہی نصیب ہوتا ہے۔

وقوف کی دعائیں

اس موقع پر دعا کی طرح ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ تھک جائے تو کچھ دیر کے لئے ہاتھ چھوڑ دے اور پھر اٹھا لے۔
ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ہاتھ مبارک اٹھا کر تین بار ”اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد “ کہا پھر یہ دعا پڑھی۔”لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك له له الملك وله الحمد ، اللهم اهدني بالهدى ونقني بالتقوىٰ واغفرلي في الآخرة والاولى“
پھر بقدر فاتحہ پڑھنے کے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر پھر وہی کلمات اور وہی دعا پڑھی اور پھر بقدر فاتحہ پڑھنے کے ہاتھ چھوڑے رکھے اور تیسری بار ہاتھ اٹھا کر پھر وہی کلمات اور دعا پڑھی۔
ایک اور حدیث میں ہے کہ جو مسلمان عرفہ کے دن میدان عرفات میں زوال کے بعد قبلہ رو ہو کر ”لا الــه الا اللّٰه وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو علىٰ كل شيء قدير“ (۱۰۰ مرتبہ)
”قل هو اللّٰه أحد ، اللّٰه الصمد ، لم يلد ولم يولد ، ولم يكن له كفواً احد“ (۱۰۰ مرتبہ)
”اللهم صل على محمد وعلىٰ آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلىٰ آل ابراهيم انك حميد مجيد وعلينا معهم“ (۱۰۰ مرتبہ)
پڑھے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا کہ اے فرشتو! اس بندے کی کیا جزا ہے۔ جس نے میری تسبیح تہلیل، تکبیر، تعظیم، تعریف وثناء کی میرے رسول (ﷺ) پر درود بھیجا؟۔ اے میرے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے اسے بخش دیا

اور اس کی شفاعت قبول کی اور وہ اہل عرفات کے لئے شفاعت کرتا تو بھی میں قبول کرتا۔ آسانی سے ہو سکے تو کچھ وقت کے لئے جبل رحمت کے دامن میں بھی چلے جائیے۔ جہاں آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع میں قیام فرمایا تھا اور خطبہ بھی ارشاد فرمایا تھا۔ یہاں بھی خوب دل کھول کر اپنے رب کریم سے دعائیں مانگئے۔ عرفات میں حاضر ہونے، دعائیں مانگنے اور مغفرت چاہنے والوں کے لئے اللہ پاک کے بہت ہی کریمانہ وعدے ہیں۔ دل میں ان کا دھیان کر کے اپنے گناہوں کی کثرت کے باوجود اس کے کرم اور بخشش پر بھروسہ رکھتے ہوئے یقین حاصل کریں کہ آج اس نے آپ کے گناہوں کو معاف کر کے مغفرت اور جنت کا فیصلہ فرمادیا ہے۔ یہ یقین پیدا کر کے اپنے رحیم وکریم مولیٰ کا شکر بھی ادا کریں۔ رسول اللہ ﷺ پر آپ ﷺ کے اہل بیت اور فقراء پر درود وسلام پڑھیے کہ انہی کی رہنمائی، سعی اور کوشش سے آپ کو اللہ تعالیٰ کی معرفت ایمان وعمل کی یہ سعادت نصیب ہوئی۔ لیجئے! حج کا رکن اعظم ''وقوف عرفات'' آپ کو نصیب ہوگیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک!

مسئلہ:۱..... سورج کے غروب ہونے تک عرفات کی حدود سے باہر نکلنا جائز نہیں۔ اگر نکل گیا اور سورج کے غروب سے پہلے واپس عرفات میں نہ لوٹا تو دم دینا پڑے گا۔

مسئلہ:۲..... اگر کوئی شخص مغرب تک وقوف عرفات نہیں کرسکا تو دسویں تاریخ کی شب میں صبح صادق سے پہلے پہلے کرسکتا ہے۔

عرفات سے روانگی

جب آفتاب غروب ہو جائے تو مغرب کی نماز پڑھے بغیر تلبیہ پکارتے اور اللہ کو یاد کرتے ہوئے عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانہ ہو جایئے۔ تین میل کے قریب یہ مسافت پیدل بھی آسانی سے طے ہوسکتی ہے۔ ثواب کمایئے، گوسواری پر بھی حرج نہیں۔ آج رات یہیں پر بسر کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ مزدلفہ کی یہ رات شب قدر سے افضل شمار ہوتی ہے۔

مسئلہ:۱..... آج مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں عشاء کے وقت میں اکٹھی پڑھنا واجب ہے۔ اگر جماعت کرائیں تو دونوں نمازوں کے لئے ایک اذان اور ایک ہی اقامت ہوگی۔ سنتیں وغیرہ دونوں فرضوں کے بعد پڑھیں گے۔

مسئلہ:۲..... اگر عشاء کے وقت سے پہلے مزدلفہ میں پہنچ جائیں تو عشاء کے وقت کا انتظار ضروری ہوگا۔

تیسرا دن

آج ذوالحجہ کی دسویں تاریخ ہے اور آج آپ کے ذمہ کئی کام کرنا واجب ہیں۔

وقوف مزدلفہ

وقوف مزدلفہ پہلا واجب ہے۔ اس کا وقت طلوع فجر سے کچھ پہلے تک ہے۔ وادیٔ محسر کے سوا تمام میدان میں

وقوف جائز ہے۔ اگر مشعر حرام (مسجد) کے پاس ہو جائے تو افضل ہے۔ صبح کی نماز اندھیرے ہی میں ادا کر کے وقوف کیا جائے۔ تلبیہ تہلیل تکبیر تو بہ واستغفار اور درود شریف کی کثرت کی جائے اور خوب دعائیں مانگیں۔

مسئلہ...... یہ وقوف واجب ہے۔ غیر معذور مرد چھوڑ دے تو دم واجب ہوگا۔ البتہ عورتیں اور بہت بوڑھے یا بیمار مرد اگر چھوڑ دیں اور سیدھے منیٰ چلے جائیں تو جائز ہے۔

منیٰ کو روانگی

سورج نکلنے کے قریب ہو تو منیٰ کو روانہ ہوں گے۔ پہلے کی طرح اب بھی یہ تصور کرتے ہوئے کہ محبوب آقا اب منیٰ میں بلا رہا ہے۔ ذوق وشوق اور محبت وعظمت کے ساتھ ''لبیک'' پکارتے ہوئے جائیے۔ سنت یہ ہے کہ رمی کے لئے بڑے چنے یا کھجور کی گٹھلی کے برابر کنکریاں یہیں سے چن لیں۔ ناپاک کنکریوں سے رمی کرنا مکروہ ہے۔ لہٰذا انہیں دھو لینا بہتر ہے۔ منیٰ میں پہنچ کر آپ کا پہلا کام جمرۂ عقبہ (بڑا جمرہ) کی رمی ہے جو کہ واجب ہے۔ منیٰ میں تین جگہوں پر ستونوں کے نشان ہیں۔ انہیں جمرات کہتے ہیں۔ ان پر کنکریاں مارنے کو رمی کہتے ہیں۔ یہ عمل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس مقبول عمل کی یادگار ہے۔ جو بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے جاتے وقت شیطان نے تین مقامات پر انہیں بہکانے کی کوشش کی تھی اور آپ نے کنکر مار کر اسے دفع کیا تھا۔

پہلا جمرہ مسجد خیف کے قریب ہے۔ اسے ''جمرۂ اولیٰ'' کہتے ہیں۔ اس سے آگے مکہ معظمہ کی طرف کچھ فاصلے پر دوسرا جمرہ ہے۔ اسے ''جمرۂ وسطیٰ'' کہتے ہیں اور اسی جانب میں منیٰ کے بالکل آخر میں تیسرا جمرہ ہے۔ اسے ''جمرۂ عقبہ'' کہتے ہیں۔ آج دسویں تاریخ میں صرف اسی آخری جمرہ پر رمی کرنا ہے۔

رمی کا طریقہ اور وقت

آج کی رمی کا مسنون وقت طلوع آفتاب سے زوال تک ہے۔ زوال سے غروب تک جائز اور اس کے بعد طلوع فجر تک مکروہ وقت ہے۔ مگر ضعیف، بیمار یا عورتوں کے لئے غروب کے بعد بھی مکروہ نہیں۔ طریقہ یہ ہے کہ سات کنکریاں مارنے کے لئے بائیں ہاتھ میں مضبوط پکڑ لیں۔ ستون سے دو ڈھائی گز کے فاصلہ پر اس طرح کھڑے ہوں کہ منیٰ آپ کے دائیں اور مکہ مکرمہ بائیں جانب ہو۔ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور بیچ والی انگلی سے پکڑ کر ایک ایک کر کے سات کنکریاں ماریئے اور ہر کنکری کے ساتھ یہ بھی پڑھئے۔ ''بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر، رغماً للشیطٰن ورضاً للرحمٰن'' یا صرف ''بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر'' ہی کہہ لیں۔

مسئلہ:۱...... کنکری مارتے وقت ہاتھ اتنا اونچا اٹھائیں کہ بغل کی سفیدی کھل جائے۔

مسئلہ:۲...... کنکری ستون سے ٹکرا کر گول دیوار سے باہر چلی گئی تو ضائع ہوگئی۔ خود کنکری کا ستون سے ٹکرانا بھی ضروری نہیں۔

مسئلہ:۳...... ضرورت پڑ جائے تو ستون کے آس پاس گری پڑی کنکریاں استعمال مت کریں۔ کسی اور جگہ سے لے لیں۔

مسئلہ:۴...... معذور مرد اور عورتوں کے علاوہ کو مغرب کے بعد رمی کرنا مکروہ ہے۔ پھر بھی کسی نے اگر طلوع فجر سے پہلے کر لی تو واجب ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ:۵...... ہر کسی کو اپنے ہاتھ سے رمی کرنی چاہئے۔ عذر شرعی کے بغیر دوسرے سے رمی کروانا جائز نہیں۔

مسئلہ:۶...... جو شخص معذور شرعی ہے۔ یعنی اتنا بیمار یا کمزور ہے کہ کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا، یا جمرات تک سواری میں جانے سے بھی تکلیف ہوتی ہے یا پیدل چل نہیں سکتا اور سواری ملتی نہیں ہے۔ ایسا شخص دوسرے کو نائب بنا کر رمی کروا سکتا ہے۔

مسئلہ:۷...... نائب کو چاہئے کہ پہلے اپنی رمی مکمل کرے۔ پھر دوسرے کی طرف سے کرے اور اگر ایک جمرہ پر اپنی سات کنکریاں مارنے کے بعد دوسرے کی طرف سے بھی مار دے تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ:۸...... اس جمرہ کی رمی کے بعد دعا کے لئے ٹھہرنا سنت نہیں ہے۔

مسئلہ:۹...... احرام کے وقت سے آج تک آپ جو ''تلبیہ'' پکارتے آئے ہیں۔ اس رمی کے وقت وہ ختم ہے۔ اب نہیں پکاریں گے۔

قربانی

جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد آپ پر قربانی (دم شکر) کرنا واجب ہے۔ حج تمتع یا قران کرنے والے پر یہ قربانی ادا کرنا واجب ہے۔ قربانی کے بعد سر کے بال منڈائیں یا کٹا لیں۔ اب آپ کا احرام ختم ہو گیا ہے۔ اب نہانے دھونے، سلے ہوئے کپڑے پہنے، خوشبو لگانے کی اجازت ہے۔ البتہ بیوی کے قریب جانے کی پابندی ابھی باقی ہے۔ یہ پابندی طواف زیارت کرنے پر ختم ہوگی۔

مسئلہ:۱...... تمتع یا قران والے کو سر کی حجامت (حلق یا قصر) کروانا قربانی سے پہلے جائز نہیں ہے۔ ورنہ ایک دم جرمانے کا بھی دینا پڑے گا۔

مسئلہ:۲...... حج افراد کرنے والے پر دم شکر کی قربانی واجب نہیں ہے۔ بلکہ مستحب ہے۔ یہ اگر حجامت (حلق وغیرہ) پہلے کروا لے اور قربانی بعد میں کرے تو دم واجب نہ ہوگا۔ تاہم ذبح سے پہلے رمی کرنا اور حجامت سے پہلے قربانی کرنا اس کے لئے بھی مستحب ہے اور قران یا تمتع والے کے لئے واجب ہے۔

مسئلہ:۳...... تمام سر کے بال منڈانا یا کٹانا مرد کے لئے سنت ہے۔ اگر صرف چوتھائی سر کے بال کٹوا لئے تو جائز ہے۔ مگر مکروہ تحریمی ہے اور چوتھائی حصہ سے کم پر اکتفاء کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ:۴...... عورت کو سر کے بال منڈوانا حرام ہے۔ وہ اپنے سر کے بال جمع کر کے ایک انگلی کے پورے کے بقدر کاٹ لے۔

مسئلہ:۵...... جس مرد کے سر کے بال انگلی کے پورے سے کم ہوں۔ اس کو حلق کروانا واجب ہے۔ کچھ لوگ قینچی سے چند بال کٹوا لیتے ہیں۔ یہ جائز نہیں اور نہ ہی اس سے احرام کھلتا ہے

مسئلہ:۶...... اگر گنجا ہے یا حلق کروایا تھا اور سر پر بال بالکل نہیں۔ تب بھی احرام کھولنے کے لئے سر پر استرا پھیرنا واجب ہے۔

مسئلہ:۷...... حج کا احرام کھولنے کے لئے حجامت کا وقت دسویں کی صبح سے بارہویں کے غروب تک ہے اور حدود حرم میں ہونا ضروری ہے۔ مذکورہ وقت یا حرم کے علاوہ کسی وقت یا جگہ میں حجامت کروانے سے دم دینا واجب ہوگا۔ گو احرام کھل جائے گا۔

مسئلہ:۸...... جب پہلے کرنے کا کام کر چلے اور بال کٹوا کر احرام کھولنے کا وقت آ جائے تو ایک محرم بھی دوسرے محرم کا حلق یا قصر کر سکتا ہے۔

مسئلہ:۹...... سر کے بال منڈوانے سے پہلے ناخن کاٹنا یا لبیں تراشنا جائز نہیں۔ ایسا کیا تو کفارہ لازم آئے گا۔

طواف زیارت

حج کے اہم رکن دو ہیں۔

۱...... وقوف عرفہ ۲...... طواف زیارت

یہ دسویں کو کرنا افضل ہے اور بارہویں کا سورج غروب ہونے تک ادا کرنا واجب ہے۔ سنت یہ ہے کہ رمی قربانی اور حلق وغیرہ کے بعد یہ طواف کیا جائے۔ اگر کسی نے ان سے پہلے کر لیا تو فرض ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ:۱...... طواف زیارت کا اوّل وقت دسویں تاریخ کی صبح صادق سے ہے اور بارہویں کے غروب تک ادا کرنا واجب ہے۔ اس کے بعد طواف کیا تو فرض ادا ہو جائے گا اور تاخیر کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔

مسئلہ:۲...... یہ طواف کسی حال میں بھی فوت یا ساقط نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا کوئی بدل یا کفارہ ہے۔ بلکہ آخر عمر تک اس کو ادا کرنا ہی ضروری ہے اور ادائیگی کے بغیر بیوی حلال نہیں ہوگی۔

مسئلہ:۳...... حیض یا نفاس کی حالت میں طواف کرنا جائز نہیں۔ اگر بارہویں تاریخ تک بھی پاک نہ ہوئی تو طواف زیارت کو مؤخر کرلے اور اس تاخیر کی وجہ سے دم واجب نہ ہوگا۔

حج کی سعی

طواف اور سعی کا طریقہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کسی شخص نے طواف قدوم کے ساتھ یا احرام کے بعد کسی نفل

طواف کے ساتھ اگر حج کی سعی کر لی ہے تو اب دوبارہ نہ کرے اور نہ ہی طواف زیارت میں اضطباع اور رمل کرے۔ البتہ جس نے ابھی تک یہ سعی نہیں کی وہ طواف زیارت میں اضطباع اور رمل بھی کرے گا اور بعد میں سعی بھی کرے گا۔

مسئلہ ...... اگر کوئی احرام کھول کر سلے ہوئے کپڑے پہن چکا ہے تو طواف زیارت میں اضطباع نہیں کرے گا۔ البتہ رمل کرے گا۔

چوتھا دن

طواف زیارت اور سعی سے فارغ ہو کر پھر منیٰ میں واپس جانا ہوگا۔ جہاں پر دو یا تین دن رہ کر تینوں جمرات کی رمی کرنا ہے۔ ان دنوں کی راتیں بھی منیٰ میں گزارنا سنت مؤکدہ ہے اور بعض کے بقول واجب ہے۔ منیٰ سے باہر یہ راتیں گزارنا منع ہیں۔

آج گیارہویں تاریخ ہے اور رمی کا وقت زوال سے شروع ہو کر غروب تک مستحب ہے اور پھر مکروہ مگر عورتوں اور معذور و کمزور مردوں کے لئے مکروہ نہیں۔ آج آپ تینوں جمروں پر رمی کریں گے۔ پہلے جمرۂ اولیٰ پر جو کہ مسجد خیف کے قریب ہے۔ قبلہ رخ کھڑے ہو کر سات کنکریاں سابق طریقہ سے مطابق ماریں اور مجمع سے ذرا ہٹ کر قبلہ رو ہو کر دعا مانگیں۔ اس کے بعد جمرۂ وسطیٰ (درمیانے جمرہ) پر آئیں۔ سات کنکریاں سابق طریقہ کے مطابق یہاں بھی ماریں اور الگ ہو کر قبلہ رو کھڑے ہو کر دعا مانگیں۔ اس کے بعد آخری جمرہ پر بھی معروف طریقہ سے رمی کریں اور اس کے بعد دعا کے لئے نہ ٹھہریں کہ سنت سے ثابت نہیں۔

آج کا ضروری کام یہی تھا۔ باقی اوقات ذکر اللہ، تلاوت، دعا وغیرہ میں لگیں۔ غفلت اور فضول کاموں میں ضائع نہ ہوں۔ ''واذکروا اللہ فی ایام معدودات'' میں انہی کاموں کی تاکید آئی ہے۔

پانچواں دن

آج بارہویں تاریخ ہے۔ اصل کام آج کا بھی تینوں جمرات کی حسب سابق رمی کرنا ہے۔ زوال کے بعد رمی کریں اور اگر کسی وجہ سے آپ قربانی یا طواف زیارت ابھی تک نہیں کر پائے تو آج غروب سے پہلے پہلے ضرور کر لیں۔ تیرہویں تاریخ کی رمی کے لئے آپ کو اختیار ہے۔ چاہیں تو منیٰ میں ٹھہر جائیں۔ جانا چاہیں تو بارہویں کے غروب سے پہلے منیٰ سے نکل جایئے۔ غروب کے بعد جانا مکروہ ہے اور اگر تیرہویں کی صبح منیٰ میں ہوگئی تو آج کی رمی بھی آپ کے ذمہ واجب ہو جائے گی۔ یونہی چلے گئے تو دم دینا ہوگا۔ البتہ تیرہویں کی یہ رمی زوال سے پہلے بھی جائز ہے۔

منیٰ سے واپسی

منیٰ سے فارغ ہو کر آپ مکہ معظمہ واپس آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ حج بخیر و خوبی تمام ہوا۔ اب

صرف طواف وداع باقی ہے۔ جو کہ مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت کرنا ہے۔ جب تک مکہ مکرمہ میں آپ کا قیام رہے۔ حرم پاک کی نمازیں، طواف اور بیت اللہ کو بقصد تعظیم دیکھنا، ذکر اور تلاوت وغیرہ اعمال کو غنیمت جانئے۔ نہ معلوم پھر نصیب ہو یا نہ ہو؟ چھوٹے بڑے ہر طرح کے گناہ سے بچنے کا پورا خیال رکھیں۔ کیونکہ جس طرح حرم پاک کی نیکی کا ثواب لاکھ گنا زائد ہے۔ ایسے ہی یہاں کے گناہ کا وبال بھی بہت ہے۔

طواف وداع

مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت ایک الوداعی طواف کیا جاتا ہے۔ میقات سے باہر والوں پر یہ طواف واجب ہے۔ خواہ اس نے تین قسموں میں سے کوئی سا بھی حج کیا ہو۔ طواف زیارت کے بعد کسی نے اگر کوئی نفل طواف کر لیا ہے تو وہ طواف وداع شمار ہو سکتا ہے۔ مگر افضل یہ ہے کہ وداع کے وقت رخصت ہی کی نیت سے یہ آخری طواف کیا جائے۔ اس طواف کی خصوصیت کا تقاضا یہ ہے کہ بیت اللہ شریف جو کہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا خاص مرکز ہے اور عمر بھر کی تمناؤں اور دعاؤں کے بعد جہاں پہنچنا نصیب ہوا۔ اس کی جدائی کا خیال کر کے یہ سوچ کر کہ نہ معلوم یہ دولت اور سعادت پھر کبھی میسر آتی ہے یا نہیں؟۔ اس طواف میں حزن وملال کی کیفیت زیادہ سے زیادہ اپنے دل میں پیدا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نصیب فرمائیں تو روتے ہوئے دل اور بہتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ طواف کیا جائے۔ طواف ختم ہو تو مقام ابراہیم پر دوگانہ ادا کریں اور دعا مانگیں اور یہ دھیان قائم رہے کہ اس مقدس مقام پر سجدہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ پھیلانے کی سعادت نہ معلوم پھر کب نصیب ہو؟۔ پھر زمزم شریف پر ''بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ'' پڑھ کر تین سانس میں خوب سیر ہو کر پانی پئیں اور دعا کریں۔ ''اللھم انی اسئلک علماً نافعاً ورزقاً واسعاً وشفاءً من کل داءٍ'' اور بھی جو دعائیں چاہیں مانگیں۔ پھر ملتزم پر آئیں اور آج رخصت ہی کی نیت سے اس سے لپٹ لپٹ کر خوب روئیں اور پوری آہ وزاری کے ساتھ دعا مانگیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا مانگیں اور اپنے علاوہ ان سب لوگوں کی عافیت اور بھلائی مانگیں جن کے لئے آپ کو مانگنا چاہئے اور ہاں! اس موقع پر خوب رو رو کر یہ دعا بھی مانگیں۔ ''خداوندا! میری یہ حاضری آخری نہ ہو۔ اس کے بعد بھی مجھے بار بار اس گھر کی حاضری کی توفیق بخشی جائے۔''

ملتزم سے ہٹ کر حجر اسود پر آئیے اور آخری دفعہ وداع کی نیت سے اس کو بوسہ دیجئے۔ یہاں پر اگر آپ کی آنکھیں چند قطرے آنسوؤں کے گرادیں تو بڑی مبارک ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے حجر اسود کو چومتے ہوئے حضرت عمرؓ سے فرمایا تھا کہ: ''ھھنا تسکب العبرات'' کہ یہ آنسو بہانے کی جگہ ہے۔ بوسے دے کر حسرت سے بیت اللہ شریف کو دیکھتے ہوئے آنکھوں سے روتے ہوئے، دل وزبان سے رب کعبہ کو یاد کرتے ہوئے۔ یہاں کے آداب وحقوق میں جو کوتاہیاں ہوئیں ان کی معافی مانگتے ہوئے بایاں پاؤں باہر رکھ کر درود شریف اور دعائیں پڑھیں۔ ''اللھم اغفر لی

ذنوبی وافتح لی ابواب فضالك ’’اب آپ کو بیت اللہ کی جدائی پر دلی صدمہ ہونا چاہئے اور غمگین دل کا یہ احساس ہونا چاہئے۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدم کہ بہار آخر شد

مسئلہ:۱...... مستحب یہ ہے کہ یہ طواف تمام کاموں کے بالکل آخر میں ہو اور اس کے بعد سفر شروع کردے۔ اگر اس کے بعد پھر قیام ہو گیا تو دوبارہ طواف وداع کرنا مستحب ہوگا۔

مسئلہ:۲...... اس دوران اگر عورت کو حیض یا نفاس شروع ہو جائے تو یہ طواف اس کے ذمہ واجب نہیں رہتا۔ اسے چاہئے کہ مسجد میں داخل نہ ہو۔ باہر دروازہ کے پاس کھڑی ہو کر دعا مانگے اور رخصت ہو جائے۔

مسئلہ:۳...... مکہ مکرمہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے اگر عورت پاک ہو جائے تو یہ طواف کرنا واجب ہوگا۔

زیارت مدینہ منورہ

میں جاؤں سر کے بل طیبہ کی بستی آرزو یہ ہے!

اس مبارک سفر کے لئے روضۂ مقدسہ، مطہرہ، منورہ کی زیارت کی نیت کے ساتھ ساتھ مسجد نبوی (اعلیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام) کی بھی نیت کر لی جائے۔ مگر شیخ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک صرف روضۂ عالیہ کی نیت کرنا اولیٰ ہے۔ اس کے ذیل میں مسجد شریف کی زیارت بھی حاصل ہو جائے گی۔ اس مقدس اور عالی سفر کے دوران جس قدر بھی ہو سکے کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھئے، حاضری کے لئے خوب ذوق وشوق پیدا کرے۔ آپ ﷺ کی محبت کو بیدار کرنے میں کمی نہ چھوڑے۔ یا کم از کم بہ تکلف اہل عشق ومحبت کی سی صورت ہی بنا لے۔ ’’من تشبه بقوم فهو منهم‘‘ کہ جو شخص کسی قوم کی مشابہت پیدا کرتا ہے وہ انہیں میں شمار ہوتا ہے۔ مدینہ طیبہ میں داخل ہوتے وقت پوری توجہ اور عاجزی کے ساتھ پڑھئے۔ ’’بسم اللہ ما شاء اللہ لا قوة الا باللہ‘‘

اور چلتے چلتے دعا کیجئے: ’’اے اللہ! اپنے جس کرم سے تو نے یہ مبارک دن دکھایا ہے کہ میں تیرے حبیب ﷺ کے شہر میں حاضر ہو رہا ہوں۔ اسی کرم سے مجھے یہاں کی خصوصی برکتیں نصیب فرما اور ان تمام باتوں سے میری حفاظت فرما۔ جو محرومی کا باعث بنتی ہیں۔‘‘

شہر میں داخل ہونے کے بعد اپنے سامان کی حفاظت کا انتظام کر کے غسل یا وضو کریں۔ کپڑے بدل کر خوشبو لگائیں اور مسجد نبوی کی طرف آئیں۔ ’’بسم اللہ والصلوٰة والسلام علی رسول اللہ‘‘ کہتے ہوئے پورے ادب واحترام کے ساتھ پہلے دایاں پاؤں اندر رکھیں اور دعا پڑھیں: ’’اللهم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك‘‘ ادب واحترام کے ساتھ نظر نیچی کئے ہوئے سیدھے منبر شریف اور روضۂ مطہرہ کے درمیان جگہ پر جائیے۔ جسے

کو دا آنحضرت ﷺ نے ''روضة من رياض الجنة'' فرمایا ہے کہ یہ جگہ جنت کا ایک ٹکڑا ہے۔ یہاں پر تحیۃ المسجد کی دو رکعت ادا کریں اور اس نعمت اور سعادت کے حصول پر سجدۂ شکر بجالائیں۔ نیز دعا کریں کہ: ''اے اللہ! جیسے تو نے محض اپنے فضل سے یہاں تک پہنچایا ہے۔ ایسے ہی اپنی رضا و رحمت کے دروازے بھی مجھ پر کھول دے اور ہمیشہ ہمیشہ کی جنت کا میرے لئے فیصلہ فرما۔''

اس کے بعد مواجہ شریف پر حاضری دیں اور اس یقین کے ساتھ کہ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوں اور آپ ﷺ میری گزارش بہ نفس نفیس سن رہے ہیں۔ پورے ادب کے ساتھ ہلکی آواز کے ساتھ سلام عرض کریں۔

جنت البقیع

مدینہ طیبہ میں مسجد شریف اور روضۂ اقدس کے بعد سب سے اہم مقام جنت البقیع کا قدیمی قبرستان ہے۔ جو حرم پاک سے مشرق میں چند قدموں کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جہاں پر حضرت عثمانؓ، ازواج مطہرات و بنات طاہرات کے علاوہ اہل بیت نبوت کے دیگر ممتاز افراد اور کتنے ہی جلیل القدر صحابہ کرام، بے شمار تابعین و تبع تابعین اور بعد میں پیدا ہونے والے بے حساب آئمہ عظام و اولیاء کرام (رضوان الله عليهم اجمعين) آسودۂ خواب ہیں۔

دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز

یہاں بھی روزانہ یا حسب موقع حاضری دیتے رہیے۔ رب کائنات سے ان کے لئے رحمت و مغفرت اور رفع درجات کی دعا مانگئے اور اپنے لئے بھی دعا کیجئے کہ: ''اے اللہ! یہ تیرے بندگان، اہل وفا، مجسم صدق و صفا جو آسودۂ راحت ہیں۔ ان کی جن باتوں سے تو راضی ہے۔ ان کا کوئی ذرہ مجھے نصیب فرما۔ اے اللہ! گو میرا دامن ان کی سی طاعت و اعمال سے خالی ہے۔ لیکن مجھے تیرے ان وفاشعار بندوں سے تعلق خاطر اور محبت کسی درجہ میں ضرور ہے۔ بس اسی محبت و تعلق کی برکت سے مجھے بھی ان کے ساتھ شامل فرما۔ والحقنی بالصالحین!''

مسجد قباء

یہی وہ مسجد ہے۔ جس کی بنیاد ''تقویٰ'' پر قائم ہونے کی شہادت دے کر قرآن پاک نے اسے عزت و عظمت بخشی اور ''احق ان تقوم فيه'' کے ارشاد مبارک کے ذریعہ خود رسول اللہ ﷺ کو اس میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی گئی اور جس میں دو رکعت نماز پڑھنے کا ثواب آنحضرت ﷺ نے ایک عمرہ کے برابر بتلایا ہے۔ کم از کم ایک دوبار وہاں بھی جائیے۔ نماز ادا کیجئے اور وہاں کے انوار و برکات کے حصول کی اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔

جبل احد

یہ وہ پہاڑ ہے۔ جس کے متعلق آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔ ''نحبه ويحبنا'' کہ ہمیں اس سے محبت ہے اور اس

کو ہم سے محبت ہے۔ اسی کے دامن میں غزوۂ احد کا مشہور واقعہ ہوا ہے۔ جس میں خود آنحضرت ﷺ بھی شدید زخمی ہوئے اور ستر (۷۰) جاں نثار صحابہ شہید ہوئے۔ جن میں آپ ﷺ کے محبوب چچا سید الشہداء حضرت حمزہؓ بھی تھے۔ یہ سب شہداء کرام یہیں مدفون ہیں۔ رسول اللہ ﷺ خاص اہتمام سے یہاں تشریف لاتے اور ان جاں نثاروں کو سلام و دعا سے نوازتے۔ آپ بھی وہاں پر حاضری دیجئے اور اسلام کے ان شیروں کو مسنون طریقہ سے سلام عرض کر کے ان کی بلندیٔ درجات کی دعا کیجئے اور اپنے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور فلاح دارین کی اور دین پر استقامت کی دعا کیجئے۔

الوداع

مدینہ طیبہ کی معطر و منور فضا میں اپنی خوش بختی اور سعادت کے حاصل زندگی لمحات پورے کر کے آخر کار آپ کو واپس لوٹنا ہے۔ چنانچہ سید الانس والجان فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت اور مقامات مقدسہ کی حاضری کے بعد واپسی کا ارادہ ہو تو ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ مسجد شریف میں دو رکعت نفل الوداعی پڑھے۔ ریاض الجنۃ میں ہو تو بہتر ہے۔ اس کے بعد مواجہ شریف پر الوداعی سلام کے لئے حاضر ہو۔ صلوٰۃ وسلام کے بعد اپنی ضروریات کے لئے حج و زیارت کی قبولیت کے لئے مدینہ پاک اور اہل مدینہ کے حقوق و آداب میں کوتاہی پر معافی کے لئے خیر و عافیت کے ساتھ وطن پہنچنے کی دعائیں کرے اور یہ بھی دعا کرے: ''اے اللہ! میری یہ حاضری آخری نہ ہو۔ پھر بھی اس پاک دربار کی حاضری مجھے نصیب ہو''

حسرت و رنج و غم ساتھ لئے سفر سے واپسی کی دعائیں پڑھتے ہوئے واپس ہوں۔ اس وقت آپ کا دل جس قدر غمگین اور شکستہ ہوگا اور آنکھیں جتنی اشکبار ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اسی قدر رحمۃ للعالمین کی شفقت و رحمت آپ کی طرف متوجہ ہوگی اور یہ قبولیت کی علامت میں سے بھی ہے۔

اٹھ کے ثاقب گو چلا آیا ہوں ان کی بزم سے
دل کی تسکیں کا مگر ساماں اسی محفل میں ہے

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ واھل بیتہ اجمعین!

انتخابات عالمی مجلس حویلی لکھا

جامع مسجد بلقیسیہ حویلی لکھا میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں آئندہ تین سال کے لئے انتخابات ہوئے۔ حضرت مولانا سید مسعود الحسن شاہ صاحب سرپرست، جناب قاری عبدالجبار امیر، جناب چوہدری محمد اقبال جنرل سیکرٹری، جناب مقبول احمد نسیم ناظم اعلیٰ، جناب محمد اسامہ ناظم نشر و اشاعت، جناب محمد یوسف خزانچی، جناب محمد نذیر شہزاد نائب ناظم نامزد ہوئے۔ انتخابات کی نگرانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اوکاڑہ کے مبلغ حضرت مولانا عبدالرزاق مجاہد نے کی۔

ابو کی جدائی اور ہمارا عزم!

صاحبزادہ شاہد محمود اور صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

آج یہ بھی وقت آنا تھا کہ میں ذرہ ناچیز اپنے عظیم المرتب والد ماجد حضرت صاحبزادہ طارق محمودؒ کے حوالہ سے تعزیتی مضمون قلم بند کر رہا ہوں۔ جب میرے دادا جان مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود نور اللہ مرقدہ کا وصال ہوا تھا تو میرے والد محترم نے اپنے تعزیتی مضمون میں ایک شعر لکھا تھا کہ:

نہ ساقی ہے نہ مے خانہ ہے
نہ محفل ہے نہ پیمانہ ہے
بہاریں لٹ گئیں ساری
فقط باقی افسانہ ہے

آج جو میں اپنے والد صاحب مرحوم کے حوالہ سے اپنے احساسات وخیالات اور محسوسات صفحہ قرطاس پر بکھیر رہا ہوں تو یہی شعر میرے دل ودماغ میں گونج رہا ہے۔ میرے ابو اتنا جلدی چھوڑ جائیں گے ہمیں یہ تو کبھی حاشیہ خیال میں آیا بھی نہ تھا۔ کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ وہ یوں ہم سے منہ موڑ جائیں گے۔

میں نے جب سے ہوش کی آنکھیں کھولیں اپنے عظیم والد کو جہد مسلسل اور عزم پیہم میں مصروف پایا۔ تحفظ عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کا احتساب انہیں ورثہ میں ملے تھے اور مشن کی تکمیل کے لئے انہوں نے اپنی صبحیں اور شامیں وقف کر رکھی تھیں۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ ہمارا گھرانہ اس مقدس تحریک کا مرکز تھا اور ان شاء اللہ رہے گا۔

میرے والد صاحب کے رفقاء اور ملنے ملانے والے جب بھی اکٹھے ہوتے تو ایک ہی موضوع ہوتا۔ ایک ہی فکر ہوتی۔ ایک ہی لگن ہوتی۔ ایک ہی کڑھن ہوتی۔ ایک ہی سوچ ہوتی کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیت کا محاسبہ کیسے کیا جائے۔ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب ہوں کہ جناب مولوی فقیر محمد صاحب، شیخ محمد بشیر صاحب ہوں کہ جناب رانا فضل محمد صاحب، جناب ڈاکٹر قاری صولت نواز ہوں کہ جناب نصیر احمد آزاد، جناب محمد اشرف بٹ ایڈووکیٹ ہوں کہ جناب خلیل کمتر، جناب چوہدری محمد طفیل ہوں کہ جناب حاجی محمد سلیم بھی میرے والد مرحوم کے بہترین دوست اور وفادار و جانثار ساتھی تھے۔ روز کی محافل کے حاضر باش تھے۔

میرے والد مرحوم ایک مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔ تحریک ختم نبوت ان کا اوڑھنا بچھونا تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ذمہ داریاں ہوں کہ ماہنامہ لولاک کی مصروفیات، جامع مسجد محمود کی حفاظت ہو کہ بنات الاسلام ہائی سکول کے

معاملات، فیصل آباد کے عقیدت مندوں کے مسائل ہوں کہ ہزارہ کے رشتہ داروں کی پریشانیاں والد صاحب مرحوم ہر کام کو بااحسن نبھاتے تھے۔ ہر معاملہ میں پیش پیش ہوتے تھے۔ ہر ایک کی خوشی کو اپنی خوشی اور ہر ایک کے غم کو اپنا غم سمجھتے تھے۔ یہی وہ خوبی تھی جس کے باعث اپنے تو اپنے غیر بھی ان کی عزت و تکریم کرتے تھے۔ ان کی رائے اور فیصلے کو حرف آخر مانتے تھے۔

میرے والد مرحوم فیصل آباد شہر کے علمائے کرام، سیاسی و سماجی رہنماؤں کی آنکھ کا تارا جبکہ قادیانیوں کی آنکھ کا شہتیر تھے:

ہو حلقہ یاراں تو ابریشم کی طرح نرم

رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

میرے والد مرحوم خطابت اور صحافت میں اپنی مثال آپ تھے۔ ان کا خطبہ جمعۃ المبارک سننے کے لئے دور دور سے عقیدت مند حاضر ہوتے تھے اور علم کے موتیوں سے اپنے دامن سمیٹتے تھے۔

12 ستمبر 2006ء کا دن بڑا ہی المناک تھا کہ جب والد صاحب کی میت کو ہسپتال سے میں گھر لایا۔ الجھن یا تھکاوٹ کے کوئی اثرات نہیں تھے۔ فرمانے لگے کہ میں نے لولاک کے لئے اداریہ لکھنا ہے۔ لہٰذا تم بہن کو ساتھ لے جاؤ میں اداریہ مکمل کر کے آ جاؤں گا۔ ادھر میں گھر پہنچا اور ادھر اطلاع مل گئی کہ والد صاحب نیشنل ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں ہیں۔ مجھے سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ بھاگم بھاگ وہاں پہنچا تو والد صاحب چہرے پر مسکراہٹ سجائے راہی ملک عدم ہو چکے تھے۔ مرنے والے تجھے روئے گا زمانہ برسوں۔

اگلے روز نماز جنازہ میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کر کے میرے والد مرحوم کے ساتھ اپنی والہانہ محبت اور عقیدت کا اظہار کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ساری قیادت موجود تھی۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما شریک جنازہ تھے۔ سابق صدر پاکستان جناب محمد رفیق تارڑ، حضرت مولانا محمد اشرف ہمدانی، حضرت مولانا مجاہد الحسینی، جناب ڈاکٹر زاہد منیر عامر، جناب محمد متین خالد، جناب محمد اورنگ زیب اعوان، جناب اقبال فیروز، جناب محمد اقبال ایم اے کراچی، کون تھا جو والد صاحب مرحوم کے جنازہ میں شریک نہیں ہوا۔

ہزارہ، پشاور، کراچی اور لاہور تک سے عقیدت مندوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جبکہ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے اپنی نگرانی میں میرے ابو کو لحد میں اتارا۔ میں اور میرے بھائیوں حافظ مبشر محمود اور حافظ فہد محمود نے اس دن بھی اس عزم کا اعلان کیا تھا اور آج بھی اس عزم و اعلان کو دہراتا ہوں کہ ہم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین کے رضا کار کی حیثیت سے اس مقدس تحریک کے ساتھ وابستہ رہیں گے۔ اپنے والد اور دادا مرحومین کے مشن کی آبیاری اپنا خون جگر دے کر کریں گے۔

حضرت مولانا عبدالرؤف شہیدؒ!

مولانا رشید احمد زاہد

حضرت مولانا عبدالرؤف شہیدؒ فرشتہ سیرت، نیک منش، بہت مخلص اور مجسمہ اخلاص تھے۔ آپ کے صاحبزادہ اور فقیر کے مخدوم زادہ حضرت مولانا رشید احمد زاہد مدظلہ نے اپنے والد گرامی پر مضمون لکھنے کے لئے حکم فرمایا۔ فقیر نے ہمنٹس بھجوانے کے لئے عرض کیا تو آپ نے موتیوں جیسا تاب دار مضمون بھجوا دیا۔ فقیر خود لکھتا تو شاید اتنا اچھا نہ لکھ پاتا۔ اسے من وعن شائع کرنے کی سعادت حاصل کرنے پر اللہ رب العزت کے حضور سجدہ ریز ہوں۔ فقیر! اللہ وسایا

پیدائش: حضرت مولانا عبدالرؤف شہیدؒ ۱۹۳۹ء میں موضع کٹھ مضافات جبوڑی تحصیل وضلع مانسہرہ میں پیدا ہوئے۔

نام ونسب: مولانا عبدالرؤفؒ بن مولانا محمد یونسؒ بن مولانا حاکم دینؒ بن مولانا محمد مبین تک علمی وروحانی سلسلہ ہے۔ قوم مغل، خاندان چغتائی۔ نکہ والے استاد جی کے نام سے معروف تھے۔

قد کاٹھ: قد متوسط مائل بہ دراز جسیم، گندمی رنگ، میانہ رفتار اور داڑھی کے بال اکثر سفید تھے۔ نیک طبیعت مناسب حد تک خوش مزاج اور منکسر المزاج تھے۔ قانع اور باہر سے آنے والوں کے لئے فراخ دل تھے۔

تعلیم وتربیت: ابتدائی تعلیم وتربیت کے لئے گھرانہ ہی علمی تھا۔ اس لئے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم اور تایا مولانا شیر احمد صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند سے حاصل کی۔ والدین اور تایا کا سایہ بچپن ہی میں اٹھ گیا۔ اس کے بعد بقیہ ابتدائی تعلیم حضرت مولانا قاضی عبدالحق صاحب بانی مرکزی جامع مسجد مانسہرہ سے حاصل کی۔ پھر شعوری اور ارتقاء کے ساتھ ساتھ علمی ارتقاء کے لئے سرزمین ہزارہ کے دیگر نامور علمائے کرام سے کسب فیض کیا۔ جن میں سے حضرت مولانا کریم عبداللہ صاحب منڈھار عطر شیشہ، حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ صاحب بنگرائی بالاکوٹ قابل ذکر ہیں۔ پھر ان اساتذہ کرام کی رائے سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے اشرف المدارس فیصل آباد اور بعد ازاں دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی میں شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے اور سند الفراغ حاصل کی۔

فراغت کے بعد باوجود شہری علاقہ میں دینی خدمات کے مواقع ملنے کے اپنے علاقہ کو ترجیح دی اور اہل علاقہ کے اصرار پر اپنے والد محترم حضرت مولانا محمد یونسؒ اور دادا حضرت مولانا حاکم دینؒ کی نیابت کرتے ہوئے جبوڑی مانسہرہ کے دیہی علاقہ نکہ میں مرکزی مسجد کی ازسرنو تعمیر کے ساتھ ساتھ عوام کی دینی واخلاقی تعمیر کا کام شروع کیا۔ آپ کی جہد

مسلسل نے علاقہ بھر میں حالات کو یکسر بدل دیا اور اعلانیہ ہر قسم کی برائی رسم ورواجات کا قلع قمع ہوا۔ مسجد کی تعمیر اپنے پائیہ تکمیل کو پہنچی اور فی سبیل اللہ بہت سارے حضرات نے تاحیات آپ سے قرآن کریم پڑھا، دینی تعلیم حاصل کی اور اس وقت ملک اور بیرون ملک خدمت دین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک بہت بڑا حلقہ اپنے شرعی مسائل اور فیصلہ جات اور فتویٰ جات کے لئے حضرت مولانا عبدالرؤف شہیدؒ کی طرف رجوع کرتا۔ حضرت مولانا اکثر مطالعہ اور علاقہ کے لوگوں کی اصلاح میں مصروف رہتے تھے اور ہر غمی وخوشی میں وعظ ونصیحت کرتے۔ موت ومابعد الموت کے بارے میں شرعی راہنمائی کے لئے انہوں نے موت کا شرعی دستور العمل نامی اشتہار بھی مرتب کیا۔

مرکزی جامع مسجد مانسہرہ کے خطیب اور مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا قاضی عبداللہ خالد صاحبؒ سے آپ کا گہرا تعلق تھا اور حضرت قاضی صاحبؒ کا علمی اور روحانی واسطہ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت قبلہ خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے تھا۔ چنانچہ اسی تعلق کی بناء پر حضرت مولانا عبدالرؤف شہیدؒ بھی خانقاہ کے ہو گئے اور اس طرح روحانی تعلق حضرت خواجہ صاحب دامت برکاتہم سے قائم ہوا۔ ان ہی جماعتی تعلقات کی بناء پر حضرت مولانا عبدالرؤف شہیدؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تاحیات وابستہ رہے۔ مجلس کے تمام پروگراموں میں علاقائی طور پر شریک ہوتے۔ ضلع مانسہرہ میں سب سے پہلے مرکزی جامع مسجد میں منعقدہ ردقادیانیت کورس میں شریک رہے اور سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں اہتمام سے شرکت فرماتے اور مختلف اوقات میں بعض این جی اوز کے کارندوں کی چھان بین میں لگے رہتے کہ کہیں کوئی قادیانی یا بدعقیدہ لوگوں کے عقائد کو خراب نہ کردے اور اس پر لوگوں کو برانگیختہ بھی کرتے۔

سیاسی طور پر جمعیت علمائے اسلام کے خواہاں تھے اور اپنے علاقہ اور دشوار گزار علاقوں میں حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور حضرت مولانا عبدالحکیم کے رفیق کار رہے۔ ظاہری اسباب سے ماوراء لق ودق پہاڑ کی چوٹی پر رہتے ہوئے مولائے کریم نے ۱۹۹۵ء میں حج بیت اللہ کی سعادت نصیب فرمائی۔ بعدازاں بھی حج بیت اللہ کی حاضری کے لئے مشتاق رہے۔ تاآنکہ اگست ۲۰۰۴ء کو بمع اہلیہ بصورت عمرہ حاضری بیت اللہ کا دوبارہ شرف حاصل ہوا اور ہر صاحب استطاعت کو حاضری بیت اللہ کی دعوت دیتے رہتے۔

دور افتادہ علاقہ میں رہتے ہوئے اولاد کی دینی ودنیوی تعلیم وتربیت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور ساری اولاد کو دینی تعلیم سے آراستہ کیا۔

حضرت مولانا عبدالرؤف شہیدؒ کے چھ بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ بیٹوں میں رشید احمد زاہد جامعہ نصرۃ العلوم کے فاضل اور جامع مسجد السعید منڈیال ایبٹ آباد کے خطیب اور مدرس ہیں۔ قاری رؤف احمد صدیقی مدرسہ تحفیظ القرآن راولپنڈی میں شعبہ حفظ کے مدرس اور انچارج ہیں۔ خلیل احمد سعید نے الف اے اور ضروری دینی تعلیم اپنے والد سے گھر پر حاصل کی اور اپنے والد محترم کے ساتھ گھریلو امور میں ہاتھ بٹاتے رہے۔ قاری وحید احمد معاویہ جامعۃ الرشید کراچی کے زیر انتظام مدرسہ جامعہ اسلامیہ بفل مانسہرہ میں شعبہ حفظ قرآن کے مدرس ہیں۔ جبکہ دیگر دو بیٹے حسان احمد عمر اور محمد عابد اشرفی ابھی زیر تعلیم ہیں۔ تین بیٹے اور تین بیٹیاں شادی شدہ ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرؤف شہید صحت کے اعتبار سے تندرست تھے۔ کوئی بیماری لاحق نہیں تھی۔ کئی بار اپنے رہائشی علاقہ تک جبوڑی سے شہری علاقہ کی طرف نقل مکانی کا ارادہ کیا۔ لیکن مسجد کی آبادکاری نقل مکانی سے مانع رہی اور نقل مکانی کا ارادہ ترک کر دیا۔ فرماتے کہ پہاڑ پر آنا جانا گوارہ ہے۔ لیکن مسجد کی ویرانی گوارہ نہیں۔

۶۳ ربرس کی عمر جب پوری ہوئی تو بیٹوں سے کہا کہ عمر مسنون پوری ہوگئی ہے۔ اب اس سے زائد عمر جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہے منافع میں ہے۔ نامعلوم کسی بھی وقت بلاوا آ جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وقت گزرتا گیا۔ گرمیوں کے موسم میں اگست کے اختتام پر ناران تشریف لے گئے۔ وہاں متعلقین سے ملاقاتیں ہوئی۔ ایک زیر تعمیر مسجد کی تعمیر میں خود حصہ لے کر تعمیر مکمل کروائی۔ ماہ شعبان کی آخری جمعرات ۳۰ ستمبر کو ناران سے واپسی ہوئی۔ مزاج میں یکسر اجنبیت محسوس ہو رہی تھی۔ موت کے تذکرے عام ہو رہے تھے۔ ملاقات کے لئے آنے والے حضرات کو خشک سالی اور فصلوں کی خرابی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے عذاب الٰہی کی تمہید بتا رہے تھے۔ تاآنکہ ۶ اکتوبر کو رمضان المبارک کا آغاز ہوا۔ تیسرے رمضان کی تراویح سے فارغ ہونے کے بعد صبح کی بجائے خلاف معمول رات ہی کو تفصیلی وعظ فرمایا۔ جس میں اپنی پوری زندگی کا حساب و تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتے ہوئے اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے بری الذمہ ٹھہرایا اور زار وقطار رو کر احکام الٰہی، نمازوں کی پابندی اور سنت نبوی ﷺ کی تعمیل پر زور دیا۔ رات کو طبیعت میں بے قراری محسوس ہوئی اور دنیا میں اپنا آخری تناول سحری میں شہد استعمال کیا اور فجر کی آذان ہونے تک نوافل میں مشغول رہے اور اپنے جی میں دھیمی آواز کے ساتھ یہ الفاظ دہرا رہے ہیں کہ: ”یہ جہان بھی دیکھ لیا وہ جہان بھی دیکھ لیں گے۔“

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۳ رمضان المبارک ۸ اکتوبر کا سورج طلوع ہوا اور دن کے آغاز ہی میں ہزارہ کی سرزمین کو زلزلہ نے آلیا۔ پھر وہ ہوا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا تھا۔ استغفر اللہ پڑھتے ہوئے وقار سے گھر سے باہر آ رہے ہیں کہ پیٹھ پیچھے کوئی پتھر لگنے سے اندرونی چوٹ آئی اور مسنون طریقہ پر لیٹے ہی شہادت اور رمضان المبارک کی موت نے آلیا اور اس طرح زندگی بھر کی آرزو یعنی رمضان اور شہادت کی موت نے یکجا جمع ہو کر جان جان آفریں کے حوالہ کر دی۔

پورے علاقہ میں کہرام مچا ہوا تھا۔ لیکن حضرت مولانا عبدالرؤف شہیدؒ کے چاہنے والوں نے اپنے زخمیوں اور مرنے والوں کی پرواہ کئے بغیر استاد جی کو اٹھایا۔ بیٹوں نے غسل دیا اور اپنے لئے پہلے سے تیار زمزم میں دھوئے ہوئے کفن میں تجہیز و تدفین ہوئی۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ چہرے کی مسکراہٹ اپنے خالق کی ملاقات کے لئے بے تابی پر دلالت کرتی ہے۔ اگلے روز ۹ اکتوبر ۲۰۰۵ء بروز اتوار دن ایک بجے نماز جنازہ ہوئی۔ بڑے بیٹے رشید احمد زاہد نے بھائیوں کے کہنے پر نماز جنازہ کی امامت کرائی۔ افراتفری کے اس عالم میں لوگوں نے کثرت سے نماز جنازہ میں شرکت کی اور بالآخر اللہ کی توفیق سے اپنے ہاتھوں تعمیر کی ہوئی شہید مسجد کے پڑوس قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر کروڑ بار رحمتیں نازل فرمائیں۔ آمین!

تحفظ نسواں (قانون فوجداری) ترمیمی بل 2006ء ایک تبصرہ

ادارہ

تحفظ نسوں بل کے ذریعے تعزیرات پاکستان، ضابطہ فوجداری، جرم زنا آرڈیننس اور جرم قذف آرڈیننس میں اہم ترامیم تجویز کی جاچکی ہیں۔ بل کا ابتدائی مسودہ وفاقی کابینہ سے منظوری کے بعد ستمبر 2006ء کے اجلاس میں قومی اسمبلی میں بحث کے لئے پیش کیا گیا۔ جس پر مذہبی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے اراکین اسمبلی نے اسے قرآن وسنت کی واضح تعلیمات کے منافی قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا اور زبردست احتجاج کیا۔ لیکن اس احتجاج کے باوجود مذکورہ بل قومی اسمبلی کی منتخبہ کمیٹی کے حوالے کر دیا گیا۔ اس چودہ رکنی کمیٹی کا سربراہ سردار نصر اللہ خان دریشک کو مقرر کیا گیا۔ متحدہ مجلس عمل کو بھی اس کمیٹی میں نمائندگی دی گئی۔ لیکن انہوں نے اس کمیٹی کا حصہ بننے سے انکار کر دیا۔ ان کا مطالبہ تھا کہ چونکہ یہ ایک دینی معاملہ ہے۔ لہٰذا اس پر علماء پر مشتمل کمیٹی بنائی جائے۔ جو قرآن وسنت کی روشنی میں اس کا جائزہ لے۔ منتخبہ کمیٹی نے مجوزہ بل پر چھ روز غور وخوض کرنے کے بعد اس میں بعض معمولی ترمیم تجویز کیں اور اسے قومی اسمبلی کو بھجوا دیا۔ منتخبہ کمیٹی کی پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والی رکن شیریں رحمٰن اور مسلم لیگ ق سے تعلق رکھنے والے رکن محمد نور الحق قادری نے ان سفارشات سے اتفاق نہیں کیا اور اپنے تحفظات اختلافی نوٹ کی صورت میں پیش کئے۔ قومی اسمبلی میں بحث کے دوران علماء کی طرف سے احتجاج کے بعد حکمران جماعت مسلم لیگ ق نے متحدہ مجلس عمل کا مطالبہ مانتے ہوئے مجوزہ بل ملک کے نامور اور جید علماء کرام پر مشتمل ایک کمیٹی کے سپرد کیا۔ جس نے اپنی سفارشات حکومت کو پیش کیں۔ اس پر حکومت کی اتحادی جماعت ایم کیو ایم اور مجوزہ بل کی حامی جماعت پیپلز پارٹی نے علماء کرام پر مشتمل کمیٹی کی تشکیل کو غیر آئینی قرار دیتے ہوئے اس کی سفارشات کو ماننے سے انکار کر دیا۔ ان کا اصرار ہے کہ منتخبہ کمیٹی کا منظور شدہ بل ہی اسمبلی میں پیش کیا جائے۔ نتیجتاً بل کی منظوری کا معاملہ ابھی تک التواء کا شکار ہے۔ یہاں اس بات کا تذکرہ مناسب ہوگا کہ سیاسی جماعتوں سمیت ملک بھر کے کچھ طبقات نے اس بات پر اتفاق کر لیا ہے کہ حدود آرڈیننس میں ترامیم کر کے اسے بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن ملک بھر کی این جی اوز نے ابھی تک اپنا انتہا پسند رویہ ترک نہیں کیا اور وہ پوری شدومد کے ساتھ تمام حدود قوانین کی منسوخی کا مطالبہ دہرا رہا ہے۔ حالانکہ زنا اور جرم قذف آرڈیننس کے علاوہ دیگر حدود قوانین میں عورتوں کے حقوق کے حوالے سے کوئی مسائل پیش نہیں آئے۔

مذکورہ بالا تناظر میں منتخبہ کمیٹی کے منظور شدہ بل کی اہم دفعات اور ان کے ممکنہ اثرات کے حوالے سے ایک مختصر تبصرہ ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

ا..... جرم زنا آرڈیننس میں زنا بالرضا کے لئے دو قسم کی سزائیں ہیں۔ یعنی ایک حد اور دوسری تعزیر۔

مجوزہ بل کے ذریعے زنا بالرضا کی تعزیری سزا کو ختم کیا جارہا ہے۔ اب زنا بالرضا کے ملزم کو یا تو حد کی سزا دی جائے گی یا اسے بری کر دیا جائے گا۔ تعزیراً ایسے شخص کو کوئی سزا نہیں دی جاسکے گی۔ جرم زنا آرڈیننس کے نفاذ سے لے کر آج تک گذشتہ 26 سالوں میں پہلے بھی زنا بالرضا کی حد کی سزا کبھی نافذ نہیں ہوئی اور ہمیشہ اس جرم میں تعزیری سزا ہی دی جاتی ہے۔ زنا بالرضا کی تعزیری سزا ختم کرنے سے زنا بالرضا کے مقدمات کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہوگی۔ جس کی وجہ سے جرم زنا کے ارتکاب میں اضافہ کے ساتھ ساتھ یہ خدشہ بھی موجود ہے کہ پاکستان کے مخصوص معاشرتی حالات کے نام پر قتل کے واقعات میں اضافہ ہو اور قانون کو ہاتھ میں لینے کا تناسب بڑھے۔ حد کی سزا دراصل انتہائی غیر معمولی حالات میں دی جاتی ہے۔

چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں زنا بالرضا کی حد کی سزا کے نفاذ کی مثالیں شاذ و نادر ہی ملتی ہیں۔ کیونکہ یہ محض ایک انسدادی تدبیر ہے۔ عموماً مقدمہ کے کوائف اور ملزم کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زنا بالرضا کی کم تر سزا یعنی تعزیری سزا ہی دی جاتی ہے۔ لہٰذا اسے سرے سے ختم کر دینا ناقابل فہم ہے۔

۲...... مجوزہ بل کے ذریعے زنا بالرضا کی تعریف میں ردوبدل کر کے اسے مبہم بنا دیا گیا ہے۔ مجوزہ بل کے ذریعے نکاح پر نکاح کے مقدمات کو زنا بالرضا کی تعریف سے خارج کیا جارہا ہے۔ نیز اب اس بات کا تعین بھی مشکل ہو جائے گا کہ کون سا عمل زنا بالرضا میں شمار ہوگا اور کون سا نہیں۔

۳...... کسی بھی جرم کے ارتکاب کی کوشش کرنا یا اس کی ترغیب دینا دنیا کے ہر قانون میں جرم ہے۔ لیکن مجوزہ بل کے ذریعے زنا بالرضا کے ارتکاب کی کوشش یا اس کی ترغیب دینا جرم شمار نہیں ہوگا۔ جس کے منفی اثرات معاشرے پر پڑنے کا اندیشہ ہے۔

۴...... جرم زنا آرڈیننس میں زنا بالجبر کی حد اور تعزیر دونوں قسم کی سزائیں موجود ہیں۔ زنا بالجبر کی حد کی سزا شادی شدہ مجرم کے لئے سنگساری کے ذریعے سزائے موت اور غیر شادی شدہ کے لئے سو کوڑے ہیں۔ لیکن مذکورہ سزا کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ کم از کم چار مرد گواہوں کی گواہی سے یہ جرم ثابت ہو جائے۔ مجوزہ بل کے ذریعے زنا بالجبر کی حد کی سزا کو اس غلط فہمی کی بنیاد پر ختم کیا جارہا ہے کہ زنا بالجبر کی شکار خاتون کی دادرسی کے لئے اس سے چار مرد گواہ طلب کئے جاتے ہیں اور اگر کوئی خاتون ایسے چار مرد گواہ پیش نہ کر سکے اور سینکڑوں خواتین بھی پیش کر دے تو تب بھی ملزم کو کوئی سزا نہیں ہوتی۔ بلکہ اسے بری کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ زنا بالجبر کی شکار خاتون کی اکیلی گواہی پر بھی نہ صرف مقدمات کا اندراج ہوتا ہے۔ بلکہ جرم ثابت ہونے پر عمر قید تک کی سزائیں دی جانا معمول کی بات ہے۔ ایسے مقدمات کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ جن میں چار مرد گواہوں کی بجائے محض خواتین کی گواہیوں کی بناء پر سخت ترین سزائیں دی گئیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ زنا بالجبر کی حد کی سزا اس وقت تک نہیں دی جا

سکتی جب تک گواہی کا مذکورہ بالا معیار پورا نہ ہو اور حد کی سزا پچھلے چھبیس سالوں میں ویسے بھی کبھی نہیں دی گئی۔ لہٰذا یہ کہنا کہ زنا بالجبر کی سزا کی وجہ سے عورتوں کے ساتھ ناانصافی کو فروغ مل رہا ہے محض ایک مفروضہ ہے۔ جس کا حقیقت سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اس سزا کو باقی رکھنے کا یہ فائدہ بہر حال ضرور تھا کہ زنا بالجبر کے کسی واقعہ میں اگر مذکورہ معیار پر پورا اترنے والے چار گواہ مل جاتے تو زنا بالجبر کے ملزم کو سنگساری کے ذریعے سزائے موت یا سو کوڑوں کی عبرت ناک سزا مل جاتی۔ زنا بالرضا میں تو چار گواہوں کا ملنا واقعی محال ہے کہ دونوں فریق اس میں اخفاء کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں۔ لیکن زنا بالجبر کے واقعات میں چار گواہوں کے دستیاب ہو جانے کا پورا امکان موجود ہے۔ کیونکہ شور شرابہ سن کر چار گواہ جمع ہو سکتے ہیں۔

۵...... مجوزہ بل کے تحت صرف مرد زنا بالجبر کا ملزم ہوگا۔ کوئی باثر عورت اگر زنا کا ارتکاب کرتی بھی ہے تو اس کے خلاف کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں کی جاسکے گی۔ حالانکہ یہ پوری دنیا میں مسلمہ ہے کہ عورتیں بھی زنا بالجبر کا ارتکاب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کا تاریخی واقعہ اس کی ایک اہم مثال ہے۔ نیز مغربی معاشروں میں آج بھی اس کی مثالیں عام ہیں۔

۶...... مجوزہ بل کے مطابق اب اگر کوئی شخص اپنی جائز بیوی کے ساتھ بھی اس کی مرضی کے خلاف مباشرت کرے گا تو قانون کی نظر میں وہ زنا بالجبر کا مجرم قرار پائے گا۔ یعنی Marital Rape کو بھی اس بل کے ذریعے قانون کا حصہ بنایا جارہا ہے۔ اس طرح کی لغو قانون سازی خاندانی نظام پر براہ راست حملہ ہے۔

۷...... مجوزہ بل کی رو سے سولہ سال سے کم عمر خاتون اگر اپنی مرضی سے بھی زنا کا ارتکاب کرتی ہے تو وہ زنا بالجبر تصور ہوگا۔ اگر سولہ سال سے کم عمر کی لڑکیوں کو جرم زنا سے مطلقاً مستثنیٰ قرار دے دیا جائے تو معاشرے میں فحاشی اور بے حیائی پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ سولہ سال تک کی خواتین بلاخوف وخطر اس جرم میں ملوث ہوں گی اور گرفتاری کی صورت میں زنا بالجبر کا جواز پیش کر کے سزا سے بچ جائیں گی۔ لہٰذا سولہ سال کی عمر کی بجائے بلوغت کو معیار بنانا چاہئے۔

۸...... جرم زنا آرڈیننس کے نفاذ سے قبل تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر 497 کے تحت زنا بالرضا کا ارتکاب صرف اس صورت میں جرم تھا۔ جب کوئی شخص کسی شادی شدہ عورت کے ساتھ اس کے خاوند کی مرضی کے بغیر زنا بالرضا کا ارتکاب کرتا تھا۔ اس صورت میں بھی عورت ملزمہ نہیں ہوسکتی تھی۔ بلکہ صرف مرد کے خلاف ہی مقدمہ قائم کیا اور چلایا جاسکتا تھا۔ غیر شادی شدہ بیوہ یا مطلقہ خواتین کے ساتھ زنا بالرضا کا ارتکاب کوئی جرم نہیں تھا۔ جرم زنا آرڈیننس کی دفعہ نمبر 19 کے ذریعے تعزیرات پاکستان کی مذکورہ دفعہ اور اغواء اور عصمت فروشی سے متعلق دیگر دفعات کو منسوخ کر دیا گیا تھا اور انہیں اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ کرتے ہوئے زیادہ بہتر شکل میں جرم زنا آرڈیننس میں

شامل کر دیا گیا تھا۔ مجوزہ بل کے ذریعے جرم زنا کی آرڈیننس کی دفعہ نمبر 19 کے متعلقہ حصہ کو منسوخ کیا جارہا ہے۔ جس کے نتیجے میں تعزیرات پاکستان کی منسوخ شدہ دفعات ازخود بحال ہو جائیں گی۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جرم زنا آرڈیننس کے ساتھ ساتھ سابقہ قانون بھی موجود رہے گا اور جرم زنا کے حوالے سے دو متوازی قوانین ملک میں بیک وقت موجود ہوں گے۔ یہ تکنیکی طور پر بھی غلط ہے۔ اسے بہرحال بل بنانے والوں کی معصوم غلطی قرار نہیں دیا جاسکتا۔

۹...... جرم زنا آرڈیننس کے تحت کسی مقدمہ کی سماعت کرنے والی عدالت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر دوران سماعت یہ بات سامنے آئے کہ ریکارڈ پر موجود شہادتوں کے ذریعے کسی دیگر قانون کے تحت کسی جرم کا ارتکاب ہوا ہے تو وہ اس قانون کے تحت ملزم کو سزا دے سکتی ہے۔ لیکن مجوزہ بل کے ذریعے جرم زنا آرڈیننس کے تحت کسی مقدمہ کی سماعت کرنے والی عدالت سے یہ اختیار واپس لیا جارہا ہے۔ جس کی کوئی معقول وجہ نہیں۔ اب اگر کسی مرد اور عورت کے خلاف حد زنا آرڈیننس کے تحت زنا بالرضا کے مقدمات کی سماعت کے دوران یہ بات سامنے آتی ہے کہ عورت کے ساتھ زنا بالجبر کا ارتکاب ہوا ہے اور اصل حقائق کو چھپا کر اسے زنا بالرضا کا رنگ دیا گیا تھا۔ تو ایسی صورت میں عدالت مرد کو زنا بالجبر کی سزا نہ دے سکے گی۔ کیونکہ زنا بالجبر تعزیرات پاکستان کے تحت جرم ہوگا اور عدالت کو مذکورہ ترمیم کی وجہ سے کسی دیگر قانون کے تحت کسی ملزم کو سزا دینے کا اختیار ختم کیا جارہا ہے۔ اسی طرح اگر یہ ثابت ہوتا ہے کہ زنا کا ارتکاب تو نہیں ہوا۔ لیکن عورت کا اغواء کیا گیا ہے۔ یا اسے بھلا پھسلا کر لے جایا گیا ہے۔ یا اسے عصمت فروشی کی غرض سے خریدا یا بیچا گیا ہے۔ یا کرایہ پر لیا دیا گیا ہے تو ملزم کو کوئی سزا نہیں دی جاسکے گی۔

۱۰...... جرم زنا آرڈیننس کی اس دفعہ کو بھی مجوزہ بل کے ذریعے منسوخ کیا جارہا ہے۔ جس میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ جرم زنا آرڈیننس دوسرے قوانین پر حاوی ہوگا۔ اگر مجوزہ بل کے ذریعے زنا بالرضا سے متعلق سابقہ دفعات بھی بحال کر دی جائیں تو اس طرح زنا بالرضا کے حوالے سے دو طرح کے قوانین موجود ہوں گے۔ لیکن چونکہ جرم زنا آرڈیننس کی دفعات دیگر قوانین پر حاوی ہوں گی۔ نتیجتاً تعزیرات پاکستان کی دفعات کے تحت ہی سزا دی جائے گی۔ کیونکہ یہ تسلیم شدہ قانون ضابطہ ہے کہ اگر کوئی جرم دو قوانین کے تحت قابل سزا ہو تو مجرم کو اس قانون کے تحت سزا دی جائے گی۔ جس میں سزا کم ہوگی۔ اس طرح جرم زنا آرڈیننس عملاً معطل ہو کر رہ جائے گا۔

۱۱...... مجوزہ بل میں تعریفات کے ذیل میں اعتراف جرم کی تعریف کا اضافہ کیا جارہا ہے۔ یہ اضافہ اس لحاظ سے خوش آئند ہے کہ اس میں ہی بات بے کر دی گئی ہے کہ صرف مذکورہ مقدمہ کی سماعت کرنے والی سیشن کورٹ کو روبرو کئے جانے والے اعتراف جرم کو ہی جرم زنا کے ثبوت کے لئے اعتراف سمجھا جائے گا۔ لیکن بہتر ہوتا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی اس سفارش کو بھی اس میں شامل کر لیا جاتا کہ اعتراف چار مرتبہ ہوگا اور چار مختلف اوقات میں ہوگا۔ نیز اگر مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ نمبر 164 کی ذیلی دفعہ (3) میں بیان کیا گیا طریق کار بھی اس میں شامل کر لیا جائے تو یہ قرآن وسنت اور انصاف کے تقاضوں سے زیادہ ہم آہنگ ہو جائے گا۔ جس میں یہ ضروری قرار

دیا گیا ہے کہ ملزم کا اعترافی بیان قلم بند کرنے سے پہلے ملزم پر یہ واضح کر دیا جائے کہ وہ یہ بیان دینے کا پابند نہیں ہے اور اس کا یہ بیان اس کے خلاف بطور شہادت استعمال ہو سکتا ہے۔ نیز جج پر یہ بھی لازم ہے کہ ملزم سے مختلف سوالات کر کے اس بات کا یقین کر لے کہ ملزم کا اعتراف جرم ہر لحاظ سے رضا کارانہ ہے۔

۱۲..... مجوزہ بل کے ذریعے جرم زنا کو ناقابل دست اندازی پولیس بنایا جارہا ہے۔ یعنی اب اس جرم میں پولیس سے مقدمہ درج کرنے اور ملزم کو گرفتار کرنے کا اختیار واپس لے لیا جارہا ہے۔ اب اگر کوئی شخص کسی کے خلاف جرم زنا کے ارتکاب کا مقدمہ درج کروانا چاہتا ہے تو وہ اپنی شکایت براہ راست سیشن کورٹ میں لے کر آئے گا۔ نیز اس کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ چار چشم دید گواہ بھی اپنے ہمراہ عدالت میں لائے۔ مستغیث اور گواہوں کے بیانات قلمبند کرنے کے بعد اگر عدالت یہ محسوس کرے کہ جرم زنا کا ارتکاب ہوا ہے تو وہ ملزمان کو بذریعہ سمن عدالت میں طلب کرے گی اور انہیں اپنے ضمانت نامے داخل کرنے کے لئے کہے گی۔ یعنی اب یہ جرم قابل ضمانت ہوگا۔ مقدمہ کی سماعت کے دوران کسی ملزم کو گرفتار کر کے جیل نہیں بھیجا جائے گا۔ الا یہ کہ کوئی ملزم ضمانت نامہ داخل کرنے میں ناکام ہو جائے۔ خواتین تو پہلے ہی صدارتی آرڈیننس 2006ء کے ذریعے یہ سہولت حاصل کر چکی ہیں۔ تاہم اس ترمیم کا فائدہ مرد حضرات کو ملے گا۔ مجوزہ بل میں یہ بھی طے کیا جارہا ہے کہ اگر مستغیث اور گواہوں کے بیانات قلمبند کرنے کے بعد عدالت یہ محسوس کرے کہ جرم زنا کا ارتکاب ثابت نہیں ہوتا تو وہ بغیر کسی مزید کارروائی کے فوری طور پر مستغیث کے خلاف قذف کی سزا کا حکم جاری کر سکتی ہے۔ جرم زنا آرڈیننس کو قابل ضمانت بنانا، ناقابل دست اندازی پولیس بنانا اور جرم ثابت نہ ہونے پر قذف کی سزا کا فوری نفاذ مناسب وہ ترامیم ہیں جن سے بدکاری کا دروازہ کھل جائے گا اور ملک یورپ کے مادر پدر آزاد معاشرہ نقش قدم پر چل نکلے گا۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ مجوزہ بل بغیر کسی پیشگی تیاری یا ضروری مشاورت کے عجلت میں تیار کیا گیا ہے۔ اسی بناء پر اسلامی نظریاتی کونسل کے بعض اہم ارکان نے اپنے استعفے حکومت کو پیش کر دیئے ہیں۔ چنانچہ حدود قوانین میں ترمیم کا معاملہ علمی بحث کی بجائے سیاسی تنازعہ بن گیا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مجوزہ بل ملک کے نامور ماہرین قانون اور جید علماء کرام کے حوالے کیا جائے اور ان کی آراء کی روشنی میں اسے از سر نو مرتب کر کے قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے۔

ضروری اعلان!

قارئین لولاک سے گزارش ہے کہ جلد کی تبدیلی کے بعد جن حضرات کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے اور انہیں ماہنامہ لولاک کی طرف سے بذریعہ خط آگاہ بھی کیا جا چکا ہے۔ لیکن تا حال چندہ ارسال نہیں کیا گیا۔ براہ کرام! چندہ ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ ادارہ

قسط نمبر 2

قادیانیت کا مکروہ چہرہ!

کینیڈا سے قادیانیوں کے پندرہ سوالات کے جوابات

حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری

سوال...... ”حضرت محمد نے جہاد کا حکم کیوں دیا؟ جہاد کو اسلام کا پانچواں ضروری رکن کیوں قرار دیا؟“

جواب...... دیکھا جائے تو اس اعتراض کے پیچھے بھی مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت کی انگریز حکومت کی نمک خواری کا جذبہ کارفرما ہے‘ ورنہ مرزائیوں اور تمام دنیا کو معلوم ہے کہ جہاد کا حکم حضرت محمد ﷺ نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے‘ اس لئے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مرزائیوں‘ قادیانیوں اور ان کے باوا غلام احمد قادیانی کا اسلام اور قرآن پر نہ صرف یہ کہ ایمان نہیں‘ بلکہ ان کا اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

۲...... اگر قادیانی‘ قرآن کریم کو مانتے ہوتے اور اسے اللہ کا کلام سمجھتے ہوتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ اگر آنحضرت ﷺ نے از خود جہاد کا حکم دینا ہوتا تو مکی دور میں اس کا حکم دیتے‘ جبکہ مسلمان کفار و مشرکین کے ظلم کی چکی میں پس رہے تھے‘ اگر جہاد کا معاملہ آپؐ کے قبضہ میں ہوتا تو آپ ﷺ اپنے جاں نثاروں کو صبر کی تلقین کیوں فرماتے؟ حبشہ کی ہجرت کی اجازت کیوں دی جاتی؟ اپنا آبائی گھر چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کیوں فرماتے؟ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ کفار اور مشرکین مکہ کے مظالم کیوں برداشت کرتے؟

۳...... اس سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو قرآن کریم میں جس طرح مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کرنے اور اس طرف متوجہ کرنے کے لئے فرمایا ہے‘ اس سے صاف اور واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم مسلمانوں کے لئے قلت تعداد کے باعث ثقیل تھا‘ اور ان کے لئے جہاد کا حکم بجالانا کسی قدر مشکل تھا‘ چنانچہ مندرجہ ذیل آیات میں مسلمانوں کو جہاد کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا گیا:

الف...... ”اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر“ (الحج:۳۹)

ترجمہ...... ”حکم ہوا ان لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں‘ اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔“

ب...... ”یا ایھا النبی حرض المومنین علی القتال‘ ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مأتین‘ وان یکن منکم مائۃ یغلبوا الفا من الذین کفروا بانھم قوم لا یفقھون“ (الانفال:۶۵)

ترجمہ...... ”اے نبی شوق دلا مسلمانوں کو لڑائی کا‘ اگر ہوں تم میں بیس شخص ثابت قدم رہنے والے تو غالب ہوں دو سو پر اور اگر ہوں تم میں سے سو شخص تو غالب ہوں ہزار کافروں پر اس واسطے کہ وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔“

ج…… ”کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم وعسیٰ ان تکرھوا شیئًا وھو خیرلکم وعسیٰ ان تحبوا شیئًا وھو شرلکم واللہ یعلم وانتم لاتعلمون“ (البقرہ:۲۱۶)

ترجمہ…… ”فرض ہوئی تم پر لڑائی اور وہ بری لگتی ہے تم کو‘ اور شاید کہ تم کو بری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمہارے حق میں اور شاید تم کو بھلی لگے ایک چیز اور وہ بری ہو تمہارے حق میں اور اللہ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔“

ان آیات اور اسی طرح کی دوسری متعدد آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ جہاد کا حکم آنحضرتﷺ کی جانب سے نہیں‘ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا‘ چونکہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد تھوڑی تھی‘ اور وہ ایک عرصہ سے کفار کے مظالم کی چکی میں پس رہے تھے‘ اور مسلمان بظاہر کفار کی تعداد اور قوت وحشمت سے کسی قدر خائف بھی تھے‘ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرتﷺ کو حکم دیا کہ ان کو جہاد پر آمادہ کیا جائے اور باور کرایا جائے کہ وہ کفار کی عددی کثرت سے خائف نہ ہوں بلکہ مسلمانوں کا ایک فرد کفار کے دس پر بھاری ہوگا۔

۴…… اسی طرح یہ بھی واضح کیا گیا کہ مسلمانوں کو یہ احساس بھی نہیں رہنا چاہئے کہ اب تک تو ہمیں کفار کے مظالم پر صبر کی تلقین کی جاتی رہی اور ان کی جانب سے دی جانے والی تکالیف واذیتوں پر صبر وبرداشت کا حکم تھا تو اب جوابی‘ بلکہ اقدامی کارروائی کا حکم کیونکر دیا جارہا ہے؟ تو فرمایا گیا کہ یہ صبر وبرداشت ایک وقت تک تھی‘ اب اس کا حکم ختم ہوگیا ہے اور جہاد وقتال کا حکم اس لئے دیا جارہا ہے کہ اب تمہارے صبر کا امتحان ہوچکا اور کفار کے مظالم کی انتہا ہوچکی۔

نیز یہ کہ چونکہ اس وقت کفار‘ مشرکین اور ان کے مظالم‘ اشاعت اسلام میں رکاوٹ تھے اور وہ فتنہ پردازی میں مصروف تھے‘ اس لئے حکم ہوا کہ: ”وقاتلوھم حتی لاتکون فتنہ“ یعنی کفار سے یہاں تک قتال کرو کہ کفر کا فتنہ نابود ہوجائے۔ اسی طرح اس مضمون کو دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا گیا:

الف…… ”یاایھاالنبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم ومأوٰھم جھنم وبئس المصیر“ (التوبہ:۷۳)

ترجمہ…… ”اے نبی! لڑائی کر کافروں سے اور منافقوں سے اور تندخوئی کر ان پر اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔“

ب…… ”قل ان کان آبائکم وابنائکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لایھدی القوم الفسقین“ (التوبہ:۲۴)

ترجمہ…… ”تو کہہ دے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور برادری اور مال‘ جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری‘ جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور حویلیاں جن کو پسند کرتے ہو‘ تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور لڑنے سے اس کی راہ میں‘ تو انتظار کرو یہاں تک کہ بھیجے اللہ اپنا حکم اور رستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو۔“

ان آیات سے بھی واضح طور پر معلوم ہوا کہ جہاد کا حکم اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوا ہے' بلکہ اس میں شدت کی تاکید ہے' اور جو لوگ اپنی محبوبات و مرغوبات کو چھوڑ کر جہاد کا حکم بجا نہیں لائیں گے' وہ اللہ کے عذاب کا انتظار کریں۔ بتلایا جائے کہ اگر اللہ کا رسول' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا مسلمان اس حکم الٰہی کو بجالائیں اور نصوص قطعیہ کی وجہ سے اُسے فرض جانیں تو اس میں اللہ کے نبی' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مسلمانوں کا کیا قصور ہے؟ نیز یہ بھی بتلایا جائے کہ جو لوگ طبعی خواہش اور نفس کے تقاضا کے خلاف سب مرغوبات و محبوبات کو چھوڑ کر اللہ کا حکم بجالائیں' وہ قابلِ طعن ہیں یا وہ' جو دنیاوی مفادات اور انگریزوں کی خوشنودی کی خاطر اللہ کے حکم کو پس پشت ڈال دیں؟

بلاشبہ قادیانیوں کا یہ اعتراض ''اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' کے زمرے اور مصداق میں آتا ہے۔

۵...... اس سے ہٹ کر مشاہدات' تجربات' عقل اور دیانت کی روشنی میں اگر دیکھا جائے' تو اللہ کے باغی کفار' مشرکین اور معاندین کے خلاف جہاد یا اعلان جنگ عین قرینِ قیاس ہے۔

اس لئے کہ دنیا کے دو ٹکے کے بادشاہوں میں سے کسی کے خلاف اس کی رعایا کا کوئی فرد اعلان بغاوت کردے تو پہلی فرصت میں اس کا قلع قمع کیا جاتا ہے اور ایسے باغی کے خلاف پورے ملک کی فوج اور تمام حکومتی مشینری حرکت میں آجاتی ہے تاآنکہ اس کو ٹھکانے نہ لگا دیا جائے۔

اور مہذب دنیا میں ایسے باغیوں سے کسی قسم کی رعایت برتنے کا کوئی روادار نہیں ہوتا' اور نہ ہی ان کے حق میں کسی کو سفارش کرنے کی اجازت ہوتی ہے' بلکہ اگر ایسے باغی گرفتار ہوجائیں اور سو بار توبہ بھی کرلیں تو ان کی جان بخشی نہیں ہوتی' اب سوال یہ ہے کہ اگر کوئی قوم' برادری یا افراد خالق و مالک کائنات اور رب العالمین سے بغاوت کریں' اور نعوذ باللہ! اس کو چھوڑ کر وہ کسی دوسرے کو رب' الٰہ اور مالک مان لیں یا خالق کائنات کے احکام سے سرتابی کریں' تو کیا اس رب العالمین اور مالک ارض و سما کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنی فوج کے ذریعہ ان شوریدہ سروں کا علاج کرے اور ان کو ٹھکانے لگائے؟ دیکھا جائے تو جہاد کا یہی مقصد ہے' اور یہ عدل و انصاف کے عین مطابق ہے۔

۶...... پھر جہاد صرف شریعت محمدی ہی میں شروع نہیں ہوا بلکہ اس سے قبل دوسرے انبیاء کی شریعتوں میں بھی مشروع تھا' جیسا کہ بائبل میں ہے:

''پھر ہم نے مڑکر بسن کا راستہ لیا اور بسن کا بادشاہ عوج اور رگی میں اپنے سب آدمیوں کو لے کر ہمارے مقابلہ میں جنگ کرنے کو آیا' اور خداوند نے مجھ سے کہا: اس سے مت ڈرو کیونکہ میں نے اس کو اور اس کے سب آدمیوں اور ملک کو تیرے قبضہ میں کردیا ہے' جیسا تو نے اوریوں کے بادشاہ سیحون سے جو حسبون میں رہتا تھا کیا' ویسا ہی تو اس سے کرے گا؟ چنانچہ خداوند ہمارے خدا نے بسن کے بادشاہ عوج کو بھی اس کے سب آدمیوں سمیت ہمارے قابو میں کردیا اور ہم نے ان کو یہاں تک مارا کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہا' اور ہم نے اسی وقت اس کے سب شہر لے لئے اور ایک شہر بھی ایسا نہ رہا جو ہم نے ان سے نہ لے لیا ہو...... اور جیسا ہم نے سیحون کے بادشاہ سیحون کے ہاں کیا ویسا ہی ان سب آباد شہروں کو مع عورتوں اور بچوں کے بالکل نابود کرڈالا۔'' (استثنا باب:۳' آیت:۱' ۲' ۳ اور ۶)

اسی طرح باب:۲۰، آیت:۱۰ تا ۱۴ میں ہے:''جب تو کسی شہر سے جنگ کرنے کو اس کے نزدیک پہنچے تو پہلے اسے صلح کا پیغام دینا، اگر وہ تجھ کو صلح کا جواب دے اور اپنے پھاٹک تیرے لئے کھول دے تو وہاں کے سب باشندے تیرے باج گزار بن کر تیری خدمت کریں، اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کریں بلکہ تجھ سے لڑنا چاہے تو، تو اس کا محاصرہ کرنا اور جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضہ میں کر دے تو وہاں کے ہر مرد کو تلوار سے قتل کر ڈالنا، لیکن عورتوں اور بال بچوں اور چوپائیوں اور اس شہر کے سب مال اور لوٹ کو اپنے لئے رکھ لینا اور تو اپنے دشمنوں کی اس لوٹ کو جو خداوند تیرے خدا نے تجھ کو دی ہو، کھانا۔''

۵...... ''مالِ غنیمت کے طور پر دشمن کی عورتیں مسلمانوں کے لئے کیوں حلال قرار دیں؟ کیا عورتیں انسان نہیں بھیڑ بکریاں ہیں، جنہیں مالِ غنیمت کے طور پر بانٹا جائے اور استعمال کیا جائے؟''

جواب...... دشمن سے لڑائی، قتال اور جہاد کی صورت میں کفار و مشرکین کے جو افراد گرفتار ہو جائیں وہ قیدی کہلاتے ہیں، پھر اگر مسلمان فوج کے کچھ افراد مخالفین کے ہاتھوں گرفتار ہو جائیں تو کفار قیدیوں سے تبادلہ کر کے مسلمانوں کو چھڑایا جائے گا، اس کے علاوہ جو بچ رہیں گے، ان کو غلام اور لونڈیاں قرار دے کر انہیں مسلمان فوجیوں میں بطور مال غنیمت تقسیم کر دیا جائے گا، اس کا نام ہے:''غلامی کا مسئلہ''۔

غلامی کے اس مسئلہ پر عام طور پر اسلام دشمن یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ یہ بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے، اور مسلمانوں کی جانب سے یہ انسانوں پر ظلم ہے۔

اس عنوان سے عیسائی دنیا اور انسانی حقوق کے نام نہاد علم بردار بھی اعتراض کیا کرتے ہیں، قادیانیوں کا اس مسئلہ پر اعتراض کرنا دراصل اپنے عیسائی آقاؤں کی ہم نوائی اور ان کی ہاں میں ہاں ملانے کے مترادف ہے، بلکہ ان کے منہ کی بات چھین کر اپنے منہ سے نکالنے کی مانند ہے، جبکہ قادیانیوں اور ان کے آقاؤں کو معلوم ہونا چاہئے کہ غلامی کا مسئلہ اسلام نے جاری نہیں فرمایا، بلکہ یہ قبل از اسلام عیسائیوں اور یہودیوں میں بھی جاری تھا، چنانچہ غلاموں اور لونڈیوں کا تذکرہ خود بائبل میں بایں الفاظ موجود ہے:

الف...... ''اور یعقوب نے لابن سے کہا کہ میری مدت پوری ہوگئی، سو میری بیوی مجھے دے تاکہ میں اس کے پاس جاؤں تب لابن نے اس جگہ کے سب لوگوں کو بلا کر جمع کیا اور ان کی ضیافت کی...... اور لابن نے اپنی لونڈی زلفہ اپنی بیٹی لیاہ کے ساتھ کر دی کہ اس کی لونڈی ہو۔'' (پیدائش، باب:۲۹، آیت:۲۱ تا ۲۴)

ب...... باب:۳۰، آیت:۹ میں ہے:''اور لیاہ کی لونڈی زلفہ کے بھی یعقوب سے ایک بیٹا ہوا۔''

ج...... استثناء باب:۲۳، آیت:۱۵، ۱۶ میں ہے:''اگر کسی کا غلام اپنے آقا کے پاس سے بھاگ کر تیرے پاس پناہ لے تو تو اسے اس کے آقا کے حوالہ نہ کر دینا۔''

اس کے علاوہ قبل از اسلام مشرکین مکہ میں بھی غلامی کا رواج تھا، بلکہ یہود و نصاریٰ سے لے کر کفار و مشرکین مکہ

تک سب ہی لوگ غلاموں اور لونڈیوں کو کسی انسانی سلوک کا مستحق نہیں سمجھتے تھے۔ حد تو یہ ہے کہ وہ لوگ ایک آزاد انسان کو پکڑ کر زبردستی غلام بنا کر بیچ دیتے تھے۔ جبکہ اسلام اور پیغمبر اسلامؐ نے اس کی شدید مذمت فرمائی اور قرآن کریم نے مسلمانوں کو غلاموں کے ساتھ اسی طرح کے حسن سلوک اور نیک برتاؤ کی تلقین اور تاکید فرمائی، جس طرح کے وہ اپنے والدین کے ساتھ سلوک کے روادار تھے۔ ملاحظہ ہو ارشاد الٰہی: ''واعبدوا اللّٰہ ولا تشرکوا بہ شیئاً وبالوالدین احساناً وبذی القربیٰ والیتمیٰ والمساکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللّٰہ لا یحب من کان مختالاً فخوراً'' (النساء:۳۶)

ترجمہ...... ''اور بندگی کرو اللہ کی اور شریک نہ کرو اس کا کسی کو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور قرابت والوں کے ساتھ اور یتیموں اور فقیروں اور ہمسایہ قریب اور ہمسایہ اجنبی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ اور اپنے ہاتھ کے مال یعنی غلام باندیوں کے ساتھ، بے شک اللہ کو پسند نہیں آتا اترانے والا بڑائی کرنے والا۔''

دیکھا جائے تو اس آیت شریفہ میں دو قسم کے احکام ایک ہی جگہ اور ایک ہی سیاق وسباق میں بیان کئے گئے ہیں، ایک: اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دوسرے: اس کی مخلوق سے حسنِ سلوک اور نیکی کا برتاؤ کرنا۔ پھر دوسرے حصہ میں بطور خاص کچھ ایسے لوگوں کو مخصوص کر کے بیان کیا گیا ہے، جن کے ساتھ انسان نیکی میں بے اعتنائی برتتا ہے، تاکہ ان کی طرف زیادہ توجہ ہو۔ گویا ان دونوں احکام کو ایک ہی جگہ بیان کرنے کا مقصود یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا، اس کا شریک نہ ٹھہرانا اسلام لانے کے لئے ضروری ہے، ویسے ہی اس کی مخلوق کے ساتھ نیکی کرنا بھی ضروری ہے، کیونکہ شریعت کے یہی دو اہم اجزاء ہیں، ایک اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق، اس کی طاعت وعبادت اور دوسرے اس کی مخلوق کے ساتھ نیکی کا معاملہ۔

پس جہاں بائبل میں غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے متعلق ایک حرف بھی نہیں کہا گیا، وہاں قرآن کریم میں ان کے ساتھ سلوک کو اس قدر ضروری قرار دیا گیا ہے، جیسے والدین کے ساتھ حسن سلوک کو، لہٰذا جیسے والدین کے ساتھ حسن سلوک ضروری ہے ویسے ہی غلاموں کے ساتھ حسن سلوک بھی ضروری ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت، والدین کے ساتھ حسن سلوک اور غلاموں کے ساتھ نیک برتاؤ کو ایک ہی آیت میں اور ایک ہی قسم کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ غلامی کا مسئلہ اگرچہ پہلے سے جاری تھا، جس کو اسلام نے بھی بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر باقی رکھا، مگر دنیائے عیسائیت اور کفر وشرک کی زیادتیوں سے ہٹ کر اسلام نے مسلمانوں کو ان کے ساتھ حسن معاشرت کا درس دیا اور اس کی تاکید کی، چنانچہ غلاموں کے ساتھ مسلمانوں کی جانب سے حسن سلوک کی اس اظہر من الشمس حقیقت کا کوئی دشمن اسلام بھی انکار نہیں کر سکتا، یہی وجہ ہے عیسائی مصنف ہلیو اپنی کتاب ڈکشنری آف اسلام میں کھلے دل سے اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ: ''یہ بالکل صاف امر ہے کہ قرآن شریف اور احادیث میں غلاموں کے ساتھ نیکی کرنے کی بڑے زور کے ساتھ تاکید کی گئی ہے۔''

غلاموں کے ساتھ اسی حسن برتاؤ اور اسلام میں ان کی اسی اہمیت وعظمت کو دیکھ کر ایک صحابی رسولؐ یہ کہنے پر

مجبور ہو جاتا ہے کہ: ’’والذی نفسی بیدہ لو لا الجہاد فی سبیل اللہ والحج و برّ اُمّی لاحببت ان اموت و انا لمملوک‘‘

ترجمہ..... ’’قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے‘ اگر جہاد فی سبیل اللہ‘ حج اور اپنی ماں کی خدمت کا معاملہ نہ ہوتا تو میں پسند کرتا کہ میں غلامی کی حالت میں مروں۔‘‘

یہ ایک آزاد اور صحابی رسول کی آرزو اور تمنا ہے‘ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے غلاموں کے ساتھ جس حسن سلوک کا حکم دیا اور جس طرح اس کی تاکید فرمائی‘ اس کو دیکھ کر کون ایسا ہوگا جو اپنے آپ کو غلام نہ بنالیتا‘ چنانچہ غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

’’ان اخوانکم خولکم جعلهم اللّٰه تحت ایدیکم فمن کان اخوه تحت یده فلیطعمه مما یأکل و لیلبسه مما یلبس ولا تکلفوهم ما یغلبهم فان کلفتموهم فاعینوهم‘‘ (صحیح بخاری‘ ص:۹‘ ج:۱)

ترجمہ..... ’’یعنی یہ تمہارے بھائی تمہارے خدمت گار ہیں‘ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے قبضہ میں دیا ہے‘ پس جس شخص کا بھائی اس کے ہاتھ کے نیچے یعنی قبضہ میں ہو‘ اسے چاہئے کہ جو چیز وہ خود کھائے‘ اسے بھی وہی کھلائے‘ اور جو لباس خود پہنتا ہے‘ اسے بھی اسی طرح کا پہنائے اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو اور اگر ان کی طاقت سے زیادہ کوئی بوجھ ڈالو تو اس میں ان کی مدد کرو۔‘‘

غرض غلامی کا رواج یہودیت‘ عیسائیت‘ ہندومت‘ تمام یورپی اقوام اور قبل از اسلام کفار و مشرکین سب کے ہاں تھا‘ مگر غلاموں کے ساتھ حسن سلوک‘ ان کے حقوق کی پاسداری اور ان کی آزادی کے فضائل جتنا اسلام اور پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمائے‘ اتنا کسی دوسرے مذہب میں نہ تھے۔

دیکھا جائے تو اسلام کو غلامی کے مسئلہ میں طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے والوں کا دامن اس مسئلہ میں سب سے زیادہ داغدار ہے‘ کیونکہ اسلام کے سوا کسی مذہب میں بھی غلاموں کے اخلاقی اور معاشرتی کسی قسم کے حقوق کا ذرہ بھر تذکرہ نہیں تھا‘ بلکہ بائبل میں تو صرف غلاموں کو اس کی تلقین تھی کہ وہ اپنے آقاؤں کی ایسی اطاعت کریں‘ جیسے کوئی عیسائی اپنے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا کرتا ہے اور غلاموں کو تلقین تھی کہ اگر کوئی اپنے آقا کے پاس سے بھاگ جائے تو واپس اپنے آقا کے پاس چلا جائے‘ اس کے مقابلہ میں غلاموں کے آقاؤں کو ایسی کوئی ہدایت نہ تھی کہ وہ اپنے غلاموں کے ساتھ کیسا برتاؤ کریں؟ اور نہ ہی اس پر کوئی قدغن تھی کہ کوئی شخص کسی آزاد کو غلام بنالے‘ یہی وجہ ہے کہ افریقہ کے نیگروؤں کو عیسائیوں کے ہاں پکڑ پکڑ کر غلام بنایا جاتا تھا۔ چنانچہ غلامی کی رسم ختم کرنے کے دعویداروں کے منہ پر اس سے زیادہ زوردار طمانچہ کیا ہوگا کہ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس کا مقالہ نگار لکھتا ہے کہ: ’’۱۴۴۲ء میں گنزلس نے دس غلام پرتگال کے شاہزادہ ہنری کو بطور تحفہ پیش کئے۔ ۱۴۴۳ء میں نیز ٹریسٹن افریقہ کے لئے ایک مہم پر بحری راستہ سے روانہ ہوا اور چودہ غلاموں کو لے کر واپس آیا‘ افریقہ کے لوگ فطرتاً ان حملوں کو ناپسند کرتے تھے‘ جو ان کو غلام بنانے کی غرض سے کئے جاتے تھے۔ یورپین تاجر اپنے حملوں کے عذر پیدا کرنے کے لئے اہل افریقہ میں آپس میں جنگ کرا دیتے تھے۔ ۱۵۶۲ء میں

سر جان ہاکنگ گویا کے لئے روانہ ہوا اور تین سو غلام حاصل کئے پھر ان کو فروخت کر کے انگلینڈ چلا آیا۔ فرانسیسی اسپینی اور ڈچ ان سب کے ہاں غلاموں کی تجارت کا سلسلہ برابر جاری رہا لیکن انگریزوں کے ہاں اس کا سراغ چارلس کے اس فرمان تک نہیں ملتا' جو اس نے ۱۶۳۱ء میں افریقہ کمپنی کے نام اس مضمون کا لکھا تھا کہ: وہ برطانوی علاقوں کے لئے افریقی غلام مہیا کرے۔ ۱۶۴۰ء میں تیرھویں لوئس نے ایک فرمان اس مضمون کا شائع کیا کہ تمام وہ افریقی جو فرانس کی نوآبادیات میں سکونت رکھتے ہیں' بہر حال غلام بنائے جا سکتے ہیں۔ ۱۶۵۵ء میں کروموبل نے جمیکا کو اسپین والوں سے چھینا تو دیکھا کہ وہاں پندرہ سو سفید فام اور اتنے ہی نیگرو غلام موجود ہیں اور خود وہاں کے رہنے والوں کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ ۱۶۶۲ء میں تیسری افریقہ کمپنی قائم ہوئی' اس کا مقصد یہ تھا کہ برطانوی مغرب کی ہندوستانی نوآبادیات میں تین ہزار غلام سالانہ مہیا کئے جائیں۔ ۱۶۷۹ء اور ۱۶۸۹ء کے درمیان صرف دس برس کی مدت میں کم و بیش ساڑھے چار ہزار غلام ہر سال برطانوی نوآبادیات میں آباد کئے جاتے رہے۔ فرانس کرونے ۷/ مارچ ۱۶۸۷ء کو ان غریبوں کی سرگزشت لکھتے ہوئے بیان کیا ہے کہ: ''اس جگہ کی سب سے بڑی تجارت ان غلاموں کی ہے جن کو یہاں لایا جاتا ہے' یہ لوگ یہاں بالکل مادر زاد برہنگی کے ساتھ آتے ہیں اور ان کے گاہک ان کا منہ کھول کھول کر دیکھتے ہیں اور ان کا امتحان گھوڑوں اور چوپاؤں کی طرح کرتے ہیں۔'' ۱۷۱۳ء میں انگریزوں اور اسپینیوں کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا' اس کی رو سے انگلینڈ نے اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ اسپین والوں کو تیس سال تک برابر چار ہزار آٹھ سو غلام سالانہ مہیا کرتا رہے گا' غلاموں کی تجارت سے جو نفع حاصل ہوتا تھا' انگلینڈ اور اسپین دونوں کے بادشاہ اس میں ایک حصہ کے شریک تھے۔ افریقہ کے غلاموں کی تجارت کا سلسلہ برابر جاری رہا' یہاں تک کہ ۱۷۸۸ء میں جب غلامی کے انسداد کے لئے پارلیمنٹ میں ایک بل پیش کیا گیا تو اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس وقت افریقہ سے ہر سال دو لاکھ غلام لے جائے جاتے تھے' جن میں سے ایک لاکھ امریکا وغیرہ اور بقیہ افریقہ کے شرقی ساحل سے ایران اور کچھ تھوڑے سے وسط افریقہ سے ترکی اور مصر لے جائے جاتے تھے۔''

(بحوالہ اسلام میں غلامی کا تصور' مولانا سعید احمد اکبر آبادی' ص:۴۶)

غلامی کو ختم کرنے کے نام نہاد دعویداروں کے بلند و بانگ دعوؤں کے باوجود' ان کے پاس اس وقت بھی پچاس لاکھ غلام موجود تھے' جبکہ مسلمانوں کے ہاں غلامی کا تصور بھی کالعدم ہو چکا تھا' چنانچہ ۱۶/ اپریل ۱۹۳۸ء کے اخبار نیشنل کال کی ایک خبر ملاحظہ ہو: ''جنیوا میں جمعیت اقوام کی مشورہ کمیٹی جو چند ممبران پر مشتمل ہے اور جو غلامی کے مسئلہ پر غور و خوض کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے' اس نے ۳۰/ مارچ سے ۱۲/ اپریل ۱۹۳۸ء تک اپنے اجلاس کئے' ۱۹۳۰ء لیگ اسمبلی لارڈ سیل نے برطانوی حکومت کی نمائندگی کرتے ہوئے فرمایا کہ: دنیا میں اب بھی کم از کم پانچ ملین یعنی پچاس لاکھ غلام موجود ہیں' یہ سب اس کے باوجود ہے کہ ۱۹۲۶ء میں جمعیت اقوام کی مجلس میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ دستخط کرنیوالی حکومتیں جن کی تعداد ۲۸ تھی' اپنے اپنے علاقوں میں غلاموں کی تجارت کو تشدد آمیز حکمت عملی سے کام لے کر بالکل ختم کر دیں گی۔ ان حکومتوں میں امریکا کی ریاست ہائے متحدہ بھی شامل تھیں' اس مشورہ کمیٹی کے تقرر کا یہ فائدہ ضرور ہوا ہے کہ غلام حاصل کرنے کے لئے جو باقاعدہ اور منظم حملے ہوتے تھے' وہ رک گئے۔''

(بحوالہ اسلام میں غلامی کا تصور' ص:۴۸)

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس دفتر مرکزیہ میں منعقد ہوا۔ جس میں مجلس کے مرکزی مبلغین حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم، مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا بشیر احمد ملتان، قاضی احسان احمد کراچی، مولانا محمد نذر عثمانی حیدر آباد، مولانا محمد علی صدیقی میر پور خاص، مولانا خان محمد جمالی تھر پارکر، مولانا محمد فیاض مدنی گمبٹ خیر پور میرس، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاولپور، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا عبدالحکیم نعمانی، چیچہ وطنی، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا محمد اکرم طوفانی سرگودھا، مولانا عبدالستار تونسوی خوشاب، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا عبدالرشید غازی مظفر گڑھ، مولانا عبدالستار حیدری لیہ، مولانا عبدالنعیم شیخوپورہ، قاری محمد یوسف نقشبندی، مولانا قاضی عبدالخالق فیصل آباد، مولانا ذوالفقار احمد طارق، حافظ محمد ثاقب گوجرانوالہ، مولانا سعود الحجازی منڈی بہاؤالدین نے شرکت کی۔

اجلاس میں گذشتہ سہ ماہی میں ہوئے رد قادیانیت وعیسائیت کورس، آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی کامیابی پر اللہ پاک پروردگار عالم کا شکر ادا کیا گیا اور کورس اور کانفرنس میں شرکت کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا گیا۔ جامعہ ختم نبوت چناب نگر میں سال رواں میں مرکزی شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق درجہ کتب کا اجراء کیا گیا ہے اور جامعہ قاسمیہ رحمان پورہ لاہور کے سابق مدرس مولانا سجاد الٰہی کی خدمات حاصل کر کے مدرس مقرر کیا گیا ہے۔ تمام مبلغین سے استدعا کی گئی کہ وہ درجہ کتب کو کامیاب کرانے کے لئے ملک بھر سے طلبہ کرام کو متوجہ کریں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لٹریچر پر پابندی کو مسترد کرتے ہوئے کہا گیا کہ قادیانیوں کو 1974ء کی منتخب اسمبلی نے کافر قرار دیا۔ جونیجو اسمبلی نے آٹھویں ترمیم کے ذریعہ جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کو تحفظ فراہم کیا۔ آٹھ ہائی کورٹوں نے قادیانیوں کے خلاف فیصلے کئے۔ وفاقی شرعی عدالت، شریعت اپیلانٹ بنچ نے قادیانیوں کی اپیلوں کو خارج کیا۔ سپریم کورٹ کے فل بنچوں نے ماتحت عدالتوں کے فیصلوں کی توثیق کی۔ مجلس اسمبلی کی آئینی ترمیم اور اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کی روشنی میں لٹریچر تیار کر کے شائع کرتی ہے۔ حکمران قادیانیت اور امریکہ نوازی میں اتنے آگے جا رہے ہیں کہ کفر (قادیانیت) کو تحفظ فراہم کر رہے ہیں اور اسلام پر پابندی عائد کر رہے ہیں۔ جو کسی صورت میں جائز نہیں۔ اجلاس میں کہا گیا کہ ختم نبوت کے لٹریچر پر اور جن حوالہ جات کی وجہ سے پابندی عائد کی گئی ہے۔ ان غلیظ کتابوں کو کھلی چھٹی کو سراسر ظلم قرار دیتے ہوئے مجلس کی مطبوعات پر سے پابندی اٹھانے کا مطالبہ کیا گیا۔

سالانہ سہ ماہی ردقادیانیت کورس ملتان سے متعلق اجلاس میں بتلایا گیا کہ 15 رشوال سے شروع ہوکر 30 رذوالحجہ 1427ھ تک جاری رہے گا۔ محکمہ پٹرولیم وسوئی گیس، منور احمد بصیر مینیجنگ ڈائریکٹر محکمہ سوئی گیس قادیانی ہے۔ جو بلوچستان میں بلوچ سرداروں سے اختلافات کو ہوا دے کر انہیں بغاوت پر اکسانے والے قادیانی ہیں۔ جو ملکی حالات کو ابتری کی طرف لے جاکر اپنے لاٹ پادری مرزا بشیر الدین محمود کے نام نہاد الہامی عقیدہ اکھنڈ بھارت کو عملی جامہ پہنانا چاہتے ہیں۔ نیز ملتان میں باخبر ذرائع کے مطابق پانچ سی۔ این۔ جی۔ سنٹرز قادیانیوں کو دیئے گئے۔ نیز ایک اطلاع کے مطابق یوٹیلٹی سٹورز کا محکمہ بھی قادیانیوں کے سپرد ہے۔ تاکہ عوام کو ایک مرتبہ پھر قادیانی دونوں ہاتھوں سے لوٹ سکیں۔

ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ منور احمد بصیر کو اس کے عہدہ سے الگ کیا جائے اور اس کے عہد میں ہونے والی تقرریوں پر نظر ثانی کی جائے اور قادیانیوں کو الگ کیا جائے۔ ایک اور قرارداد میں باجوڑ ایجنسی میں مدرسہ عربیہ پر بمباری اور اس کے نتیجہ میں شہید ہونے والے اسی سے زائد معصوم طلباء کرام کی المناک شہادت، قرآن پاک اور احادیث رسول پر مشتمل کتابوں کے پرخچے اڑانے پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔

ختم نبوت کنونشن ٹنڈو آدم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے زیر اہتمام گذشتہ دنوں ختم نبوت کنونشن حضرت علامہ احمد میاں حمادی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ کنونشن میں کارکنوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ کنونشن سے حضرت علامہ احمد میاں حمادی، حضرت مولانا محمد راشد مدنی، حضرت مولانا محمد طاہر مکی، حکیم حفیظ الرحمٰن، حافظ محمد زاہد، قاری علاؤالدین، حافظ محمد طارق، محمد اعظم قریشی، ڈاکٹر محمد خالد، محمد سلیم نے خطاب فرمایا۔ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے راہنماؤں نے کہا کہ حکومت نے ختم نبوت کے لٹریچر پر پابندی لگا کر قادیانیوں کو خوش کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو انشاء اللہ کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ آخر میں مولانا محمد طاہر مکی نے قراردادیں پیش کیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱...... یہ کنونشن حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فوری طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لٹریچروں سے پابندی ہٹالے اور تمام اسٹیکروں سے پابندی ہٹالے اور قادیانیوں کی اشتعال انگیز اور توہین رسالت سے بھری کتب پر پابندی لگائے۔

۲...... قادیانیوں کی اندرون سندھ، باندھی، نواب شاہ، تھرپارکر، میرپورخاص، جھول میں ارتدادی سرگرمیوں کو روکے اور قادیانیوں کو امتناع قادیانیت آرڈیننس کا پابند بنائے۔

۳...... قادیانی جہاد کے منکر ہیں۔ ان کی پاک فوج میں بھرتی پر پابندی عائد کی جائے۔

۴...... قادیانی اکھنڈ بھارت کے عقیدے کے حامی ہیں۔ اس لئے انہیں پاکستان کے تمام کلیدی اسامیوں سے برطرف کر کے ان کی جگہ سچے پاکستانی بھرتی کئے جائیں۔

۵...... یہ کنونشن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ممتاز راہنما صاحبزادہ طارق محمود کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور صاحبزادہ حافظ مبشر محمود سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مغفرت کی دعا کرتا ہے۔ آخر میں صدر اجلاس علامہ صاحب نے صاحبزادہ طارق محمودؒ کے لئے دعائے مغفرت کراتے ہوئے کنونشن کو اختتام پر پہنچایا۔

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔۔۔۔۔ ادارہ!

پاک وہند کے نامور علماء ومشائخ: ترتیب: حضرت مولانا قاری سید اکبر شاہ بخاری: صفحات: ۳۲۰: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور!

ہمارے ممدوح حضرت مولانا سید محمد اکبر شاہ بخاری جنہیں حق تعالیٰ شانہ نے اکابر علمائے دیوبند کے سوانح قلمبند کرنے کا خاص ذوق نصیب فرمایا ہے۔ ان کی دو درجن کے قریب کتب اس موضوع پر ہر عام وخواص سے خراج عقیدت وصول کر چکی ہیں۔ زیر نظر کتاب میں سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے لے کر زمانہ حال کے بزرگان تک چیدہ چیدہ چھیاسٹھ علماء ومشائخ کے حالات کو قلمبند کیا ہے۔ جو لائق تبریک کارنامہ ہے۔ حق تعالیٰ شانہ اسے قبولیت عامہ نصیب فرمائیں۔ ادارہ اسلامیات نے اپنے عمدہ اشاعتی وطباعتی ذوق کے ساتھ شائع کر کے دلنواز جاذب نظر بھی کر دیا ہے۔

جانشین پیغمبر ﷺ: افادات: حضرت مولانا محمد ندیم قاسمی: ترتیب: جناب مشتاق احمد قریشی: صفحات: ۳۰۴: قیمت: ۱۵۰ روپے: ملنے کا پتہ: مکتبہ سید احمد شہید کچہری روڈ پسرور ضلع سیالکوٹ!

حضرت مولانا محمد ندیم قاسمی پسرور کے نوجوان ذی استعداد مستعد ومجاہد عالم دین ہیں۔ تحریر وتقریر پر مکمل دسترس رکھتے ہیں۔ آپ کے مختلف دروس وخطبات خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبرؓ کے فضائل ومناقب، مقام ومنصب پر ہوئے۔ جناب مشتاق احمد قریشی نے انہیں ترتیب دیا۔ جو زیر نظر کتاب میں یکجا شائع کر دیئے گئے ہیں۔ حق تعالیٰ اسے شرف قبولیت اور قبول عام نصیب فرمائیں۔

آداب المریدین: مولف: حضرت مولانا ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی: ترجمہ: جناب محمد نذیر رانجھا: صفحات: ۳۱۴: قیمت: ۱۵۰ روپے: ملنے کا پتہ: خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی!

حضرت ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی چھٹی صدی کے بزرگ ہیں۔ تدریس وتصوف میں اپنے وقت کے امام مانے گئے ہیں۔ امام بیہقیؒ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے تربیت یافتہ ہیں۔ آداب المریدین ان کی تصوف پر عربی میں کتاب تھی جو خانقاہ سراجیہ کندیاں کے قدیم وتاریخی کتب خانہ میں مخطوطہ کی شکل میں موجود تھی۔ محترم جناب صاحبزادہ خلیل احمد کی تحریک پر محترم جناب محمد نذیر رانجھا نے متعدد مخطوطوں سے تقابل کے بعد ترجمہ کیا اور آخر میں اصل مخطوطہ کا عکس بھی شامل کتاب کر کے نور علیٰ نور کا اس کتاب کو مصداق بنا دیا۔ اب اردو دان طبقہ اس سلیس وعام فہم ترجمہ سے بخوبی فائدہ

اٹھا سکتا ہے۔

حضرت مولانا لال حسین اختر سوانح وافکار: مصنف: حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی: صفحات: ۴۰۰: قیمت: ۱۸۰ روپے: ملنے کا پتہ: مکتبہ ختم نبوت ۳۸ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور: دفتر ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان!

حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی بہت دھڑلے کے آدمی ہیں۔ اپنے تبلیغی اسفار، بے پناہ جماعتی مصروفیات کے باوجود وقت نکال کر ہر سال نئی کتاب شائع کر دیتے ہیں۔ اس وقت تک خطبات ختم نبوت اور اکابرین مجلس تحفظ ختم نبوت کے سوانح وافکار پر مشتمل درجن بھر کے قریب کتابیں مرتب کر ڈالی ہیں۔ زیر نظر کتاب مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر کے سوانح وافکار پر مشتمل کتاب بہت ہی خوبصورت ودیدہ زیب شائع کی ہے۔ اس کے پانچ ابواب قائم کئے ہیں۔ باب اول: سیرت وسوانح، باب دوم: مکتوبات، باب سوم: افادات مناظر اسلام، باب چہارم: خطبات، باب پنجم: منظوم خراج تحسین۔ ان پانچ ابواب میں بہت سارا بکھرا مواد جمع کر دیا ہے جو بہت ہی خوش آئند ہے۔ امید ہے کہ اہل ذوق قدر دانی فرمائیں گے۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حضرت مولانا لال حسین اختر پر یہ ذخیرہ جمع کر کے اس عنوان پر کام کرنے والوں کے لئے لائن متعین کر دی ہے۔ ان خطوط پر کوئی اللہ کا بندہ کام کرلے تو بہت خوبصورت مزید دو جلدیں تیار ہو سکتی ہیں۔ کسے اللہ تعالیٰ توفیق دیتے ہیں یہ تو آنے والا وقت بتائے گا کہ کیا بعید ہے کہ اللہ رب العزت یہ خدمت بھی حضرت مولانا شجاع آبادی سے لے لیں کہ وہ سنین کی ترتیب سے واقعات پر مشتمل تمام مواد جمع کر کے حضرت مولانا لال حسین اختر مرحوم کے خدام کی راحت وانبساط اور اپنے لئے ذخیرہ آخرت کا سامان کر جائیں۔ وماذالک علی اللّٰہ بعزیز!

غازی علم الدین کا جانشین عامر چیمہ شہید: مولف: حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی: صفحات: ۲۵۰: قیمت: ۵۰ اروپے: ناشر: مکتبہ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان، مکتبہ ختم نبوت ۳۸ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور!

ڈنمارک، ناروے اور جرمنی کے گستاخ اخباروں نے رحمت دو عالم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخانہ خاکے شائع کئے تو جرمن کی ایک یونیورسٹی میں ٹیکسٹائل میں ڈپلومہ حاصل کرنے والے پاکستانی طالب علم عامر چیمہ نے گستاخ اخبار کے ایڈیٹر پر قاتلانہ حملہ کیا۔ گرفتاری ہوئی۔ پولیس نے ماورائے عدالت ایک ماہ سے زائد عرصہ تک اذیت دے دے کر عامر چیمہ کی شاہ رگ کاٹ کر شہید کر دیا جس سے پوری دنیا میں صدائے احتجاج بلند ہوئی۔ لیکن پاکستان کے روشن خیال حکمرانوں نے اپنے ایک مظلوم شہری کے ماورائے عدالت قتل پر جرمن حکمرانوں سے صدائے احتجاج بلند کرنا روشن خیالی کے منافی خیال کیا۔

بہر حال دینی وسیاسی جماعتوں کے دباؤ پر شہید کی میت پاکستان لائی گئی۔ عوام نے شہید کا پرتپاک استقبال

کیا۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی رپورٹ کے مطابق چار لاکھ مسلمان شریک جنازہ ہوئے۔ اخبارات کے کالم نگاروں نے شہید کو قومی ہیرو قرار دیا۔ ملک کے قابل ذکر تمام اخباروں نے شہید کو خراج تحسین پیش کیا۔ زیرتبصرہ کتاب عامر چیمہ کی حیات وخدمات سے متعلق ہے۔ جسے پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱..... حالات زندگی عظیم الشان کارنامہ، شہادت، شاندار جنازہ، قومی پریس کا خراج تحسین۔ ۲..... قومی پریس میں لکھنے والے نامور کالم نگاروں کی نگارشات۔ ۳..... دینی وسیاسی جماعتوں کا خراج تحسین۔ ۴..... دینی وسیاسی راہنماؤں کا ہدیہ تبریک۔ ۵..... منظوم خراج تحسین۔ کتاب خوبصورت کمپوزنگ کتابت، عمدہ طباعت، مضبوط جلد اور چار رنگا شاندار ٹائٹل پر مشتمل محدود سٹاک۔

عقد الجواہرات من خلاصۃ السور والآیات: تالیف: حضرت مولانا خادم حسین مہتمم جامعہ عثمانیہ اقبال ٹاؤن لاہور: صفحات: ۲۰۷: قیمت بمع ڈاک خرچ: ۳۵۰روپے: ملنے کا پتہ: القاسم دارالکتب گلشن بلاک اقبال ٹاؤن لاہور!

زیرنظر کتاب قرآن پاک کی سورتوں اور آیات کا خلاصہ ہے جو مولف نے اپنے روزانہ درس قرآن کے دوران بیان کیا اور اس کے نوٹس تیار کرتے رہے۔ مآخذ تفسیر معارف القرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، جواہر القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ ومعارف القرآن حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، تفسیر عثمانی، ماجدی، قرطبی، روح المعانی، صفوۃ التفاسیر، قدوۃ السالکین حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ شجاع آبادیؒ سے لکھی ہوئی کاپی، مضامین آیات حضرت مولانا خلیل الرحمن حقانی لاہور، حضرت مولانا محمد طاہر پنج پیری کے افادات وغیرہ، کتاب کا انداز عالمانہ ہے جو طلباء وعلماء کے لئے لکھی گئی ہے۔ تاہم پڑھے لکھے افراد بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ مولف ۲۷سال سے تدریس کتب میں مصروف ہیں اور جامعہ عثمانیہ اے بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور میں تمام علوم کے ماہر استاذ ہیں اور ۲۶سال سے مکی مسجد اقبال ٹاؤن میں خطابت، صبح کا درس، رمضان المبارک میں ہر روز پڑھی جانے والی منزل کا خلاصہ بیان کرتے ہیں۔ گویا زیرتبصرہ کتاب آپ کی سالہا سال کی خدمت قرآن کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔

(بقیہ: مسئلہ ختم نبوت کی ایک واضح دلیل)

۷..... ’’کما کتب علی الذین من قبلکم ۰ بقرہ‘‘

۸..... ’’سنۃ من قد ارسلنا قبلک من رسلنا ۰ اسرائیل‘‘

ان آیات میں اور ان کی امثال دوسری آیات میں جہاں کہیں نبی یا رسول یا وحی وکتاب بھیجنے کا ذکر ہے سب کے ساتھ من قبل اور من قبلک کی قید لگی ہوئی ہے۔ کہیں من بعد کا اشارہ تک نہیں۔ اگر ختم نبوت اور انقطاع وحی کا دوسری آیات میں صراحتاً ذکر نہ ہوتا تو قرآن کا یہ طرز ہی اس مضمون کی شہادت کے لئے کافی تھا۔ مسئلہ ختم نبوت پر قرآنی تصریحات اور احادیث متواترہ کی شہادت اور امت کا اجماع تفصیل کے ساتھ دیکھنا ہو تو میرا رسالہ ’’ختم نبوت‘‘ دیکھا جائے۔ (معارف القرآن جلد اول ص ۱۱۳)

سڑک کا کیا پتہ!

اشتیاق احمد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ کے اجلاس سے فارغ ہو کر ڈائیو کے اڈے پر پہنچا تو جناب صاحبزادہ طارق محمود پر نظر پڑی۔ انہیں فیصل آباد جانا تھا اور مجھے جھنگ۔ ایک ہی گاڑی میں سفر کرنا تھا۔ میں نے ان سے گرم جوشی سے ہاتھ ملایا۔ انہوں نے اپنا پرانا جملہ دہرایا۔ ''یار اشتیاق! اپنی نئی کتابوں کا سیٹ تو بھیج دیا کرو'' یہ جملہ وہ مجھ سے ہر ملاقات پر کہتے تھے اور میں مسکرا دیا کرتا تھا کہ آپ بھلا بچوں کی کتابوں کا کیا کریں گے۔ سفر شروع ہوا...... وہ اجلاس کی باتیں کرنے لگے...... بات ملکی سیاست پر آ گئی...... اب ان کا لہجہ جوشیلا ہو گیا...... ادھر سفر شروع ہوئے کافی دیر ہو گئی...... میزبان خاتون گلاس وغیرہ لے کر نہ آئی...... وہ تھے شوگر کے مریض...... پیاس لگ چکی تھی...... لہٰذا بار بار پہلو بدل رہے تھے...... ایک دو بار کہا بھی کہ: ''یہ آج پانی نہیں پلائے گی کیا۔''

آخر خدا خدا کر کے خاتون گلاس لئے آ پہنچی...... اس نے پہلے سب کو ایک ایک گلاس دیا...... پھر پانی کی بوتل اٹھائے ایک ایک مسافر کے گلاس میں پانی ڈالنے لگی...... آخر ہماری باری آ گئی...... صاحبزادہ صاحب کے گلاس میں پانی ڈالنے لگی تو وہ بولے کہ: ''بیٹی کیا بات ہے...... آج آپ پانی بہت دیر سے لے کر آئیں۔''

وہ ذرہ ہچکچائی...... پھر بولی۔ ''سر! وہ سڑک ناہموار تھی۔ میں نے سوچا پینے والے آرام سے پی نہیں سکیں گے۔ لہٰذا سڑک کے ہموار ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔''

اچھا اچھا! یہ کہتے ہوئے وہ مسکرا دیئے اور پانی پینے لگے۔ خاتون آگے چلی گئی۔ دوسرے چکر میں وہ پھر نزدیک سے گذری تو انہوں نے اشارے سے اسے روکا اور بولے کہ: ''بیٹی ایک گلاس اور پلا دو...... سڑک کا کیا بھروسہ۔ کیا پتہ پھر کب ناہموار ہو جائے۔''

میزبان خاتون اور میں بے ساختہ مسکرا دیئے۔ اس نے ان کے گلاس میں پانی انڈیل دیا۔ پانی پی کر وہ پھر باتوں میں مشغول ہو گئے۔ یہ میری ان سے آخری ملاقات تھی۔

اس کے بعد پھر میں نے ان کے انتقال کی خبر سنی۔ بے ساختہ مجھے ان کا جملہ یاد آ گیا کہ: ''سڑک کا کیا پتہ کب پھر ناہموار ہو جائے۔'' واقعی زندگی کی سڑک کا کیا پتہ۔

معارفِ بہلوی

تالیف
قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلوی رحمہ اللہ ثم شجاع آبادی

علماء ارباب تحقیق اور سالکین طریقت کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ

مکمل چار جلدیں

محدود اسٹاک پہلے آیئے پہلے پایئے کے اصول کے تحت اصل لاگت پر دستیاب ہے

بحث و تحقیق، سیرت و تفسیر، سلوک و احسان اور تصوف و تکشف کے حقائق و معارف پر مشتمل نادر و نایاب رسائل کا یہ حسین گلدستہ مدیر بینات حضرت اقدس مولانا سعید احمد جلالپوری مدظلہ کی نئی ترتیب و تسہیل کے بعد نہایت خوبصورت کمپیوٹر کمپوزنگ اور چار رنگا حسین ٹائٹل کے ساتھ چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے۔ جس کا ایک ایک حرف عطر، تصوف اور مولف موصوف کی تحقیقی زندگی کا نچوڑ، ہر رسالہ الگ ٹائٹل اور تخریج و تسہیل سے آراستہ ہے۔

بذریعہ ڈاک منگوانے والے حضرات
صرف -/600 روپے پیشگی منی آرڈر روانہ فرمائیں

ملنے کا پتہ
مکتبہ لدھیانوی
8-اسلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی

محض اللہ رب العزت کے فضل و کرم، احسان و توفیق، عنایت و رحمت سے فتاویٰ ختم نبوت کی جلد اول، اور جلد دوم کے بعد اب جلد سوم (آخری) جلد پیش خدمت ہے، جلد اول میں ۴۹ کتب فتاویٰ جات سے رد قادیانیت کے فتویٰ جات کو یکجا تجویب کر کے شائع کیا تھا، دوسری جلد میں ان ۲۱ رسائل و کتب فتاویٰ جات کو یکجا کیا گیا جو فتوے علیحدہ علیحدہ کتابی شکل میں شائع ہوئے تھے، پہلی جلد جون ۲۰۰۵ء، دوسری جلد ستمبر ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی اور تیسری جلد فروری ۲۰۰۶ء میں شائع ہوئی ہے۔

☆......فتویٰ ختم نبوت جلد اول کے صفحات ۵۴۴ ☆......فتویٰ ختم نبوت جلد دوم کے صفحات ۵۲۱
☆......فتویٰ ختم نبوت جلد سوم کے صفحات ۲۷۲ ☆......میزان ۱۳۲۷

رب کریم کے کرم کو دیکھیں کہ قادیانی فتنہ کے خلاف پہلا فتویٰ سن ۱۳۰۱ھ میں شائع ہوا، سوا سو سال بعد ان تمام فتویٰ جات کو جمع کیا گیا تو اس کے صفحات کی تعداد بھی حذف کسر کے بعد ۱۳۰۰ قرار پائی۔

اس تیسری جلد میں ۱۴ رسائل شامل ہیں، ان رسائل میں ''قادیانی ارتداد'' کی شرعی و قانونی حیثیت پر بحث کی گئی ہے۔

قیمت جلد اول -/150 روپے ڈاک خرچ -/60 روپے
قیمت جلد دوم -/150 روپے ڈاک خرچ -/60 روپے

مناظر ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ کی نئی تصنیف

فراق یاراں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مناظر ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ کے ایک سو منتخب مضامین کا مجموعہ جو آپ نے وقتاً فوقتاً پاک و ہند کے علماء، مشائخ، اکابر و معاصر حضرات کی وفیات پر قلم بند کیے، کتاب تین صد صفحات پر مشتمل ہے، یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جسے دیکھتے ہی پیر طریقت حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب دامت برکاتہم نے چشم پرنم سے ڈھیروں دعائیں دیتے ہوئے انتساب کی مکمل عبارت سماعت فرمائی۔ کتاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے مل سکتی ہے، براہ راست دفتر مرکزیہ ملتان سے بھی منگوائی جاسکتی ہے۔

قیمت -/60 روپے ڈاک خرچ -/40 روپے

ملنے کا پتہ
عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: ۴۵۱۴۱۲۲

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموسِ رسالت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ساتھ دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف

۱۔۔۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔

۲۔۔۔ اشاعت اسلام خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے

۳۔۔۔ مجلس کے پاکستان اور بیرون پاکستان ۲۷ دفاتر ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت تعلیمی و تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

۴۔۔۔ مجلس کے تمیں مبلغین ضلع کی سطح پر تعینات ہر وقت تبلیغ دین اور تردید قادیانیت کے سلسلہ میں دورے پر رہتے ہیں۔

۵۔۔۔ رد قادیانیت پر اردو، عربی، انگریزی کتب رسائل اور لٹریچر چھاپ کر پوری دنیا میں فری تقسیم کیا جاتا ہے۔

۶۔۔۔ مجلس کے زیر اہتمام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی سے اور ماہنامہ ''لولاک'' ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

۷۔۔۔ ختم نبوت خط و کتابت کورس کے ذریعے امت مسلمہ کو فتنہ قادیانیت سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

۸۔۔۔ مجلس کے مرکزی دفتر ملتان میں دارالمبلغین قائم ہے جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے۔

اس کام میں مخیّر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں، رقوم دیتے وقت مد کی صراحت کر دیں تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جا سکے۔

تمام پروگرام حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا سید نفیس الحسینی شاہ صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی میں ترتیب دیے جاتے ہیں۔

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

اسلام آباد G-6-1-3 2829186	گوجرانوالہ 4215663	لاہور عائشہ مسجد 5862404	ملتان حضوری باغ روڈ 4514122	سرگودھا 3710474	چناب نگر مسلم کالونی 6212611	جھنگ 7620730	ٹوبہ ٹیک سنگھ اقبال نگر 2510711	چیچہ وطنی Mob:0300 7832358	خانیوال Mob:0301 7819466
سیالکوٹ 0300-7442857	بہاولپور 2876295 0300-6851586	بہاولنگر 74682 0333-6309355	رحیم یار خان 5870418 0301-7659790	کراچی 2780337	حیدرآباد 3869948	سکھر 5625463	ٹنڈو آدم 571613	کوئٹہ 2841995	فیصل آباد Mob:0334 6035517

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان